

Dr. Muhamamd Imran

by Dr. Muhammad Imran

Submission date: 20-Apr-2021 10:54AM (UTC+0500)

Submission ID: 1564430752

File name: .docx (147.12K)

Word count: 15522

Character count: 57269

تفسیر عمدة البيان فی تفسیر القرآن میں مفسر کے مصادر حدیث کا ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد عمران، لیکچرر اسلامیات کیڈٹ کالج مظفر آباد آزاد کشمیر

ڈاکٹر عبد الحمید خان عباسی، چیرمن شعبہ قرآن و تفسیر علوم اسلامیہ

، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
Abstract

Maulana Muhammad Ishaq Khan al-madani gave due place to the dialectical matters in his exegesis: “*Umdatul Bayan fi Tafsir al-Quran*”. All the three kinds of dialectical matters e.g. Theologies, prophesies and acoustics are discussed in the exegesis. Keeping the differences of sects of subcontinent in view, his main focus in the interpretation of the *an* is on the reformation of beliefs based on the different exegeses of the *Holy Quran*. He insisted upon the oneness of Allah Almighty and the characteristics of the oneness of Allah Almighty in his exegesis and he specified them only for Allah Almighty while negating them for Allah Almighty. Furthermore, while discussing the beliefs, he used easy language which is understood by a common man as well. According to him it is necessary that a *Tafsir* is to be written in a language that is fit to the modern era and that provide satisfactory answers to the errors created by the innovators in the Islamic beliefs. Many of such errors are pointed out and resolved with great concern. In the current article, an attempt has been made to explore the methodology adopted by him in *an* regarding dialectical matters with the *Umdatul Bayan fi Tafsir al-Qur* ‘his *Tafsir*: “

2

analysis of examples.

Key words: *M. Ishaq Madani, exegesis, dialectical matters, method, analysis*
مولانا اسحاق خان المدنی کا تعارف

نام و نسب اور حصول علم

کنیت ابو طاہر، نام محمد اسحاق خان، نسبت المدنی، والد گرامی سردار خان ولی خان،
جد امجد سردار نواب خان ۱۹۳۲ء کو پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کے ضلع سدهنوتی
کے مجاہد خیز علاقے منگ کے ذیلی گاؤں ”چھلاڑ گہل“ میں پیدا ہوئے۔⁽⁶⁾

مولانا محمد اسحاق خان المدنی نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقے سے مالک کرنے
کے بعد دینی تعلیم کی غرض سے دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر کا رخ کیا جہاں
انہوں نے درس نظامی کی کچھ کتب پڑھیں۔ بعد ازاں آپ ۱۹۶۲ء میں دارالعلوم بنوری ٹاؤن
میں داخلہ لیا جہاں سے انہوں نے ۱۹۶۳ء میں درس نظامی کی تکمیل ہوئی تو پھر دو سال
افقاء اور فقہ میں تخصص کیا۔ ۱۹۷۲ء میں شاہ فیصل بن عبد العزیز۔ کی حکومت نے
پاکستانی اساتذہ کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے وظائف کا اعلان
کیا جس کے لیے پاکستان سے دس اساتذہ کا انتخاب بواہ ان میں شیخ محمد اسحاق خان المدنی
بھی شامل تھے۔ چنانچہ انہیں اسی سال جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیہ شریعہ میں داخلہ
ملا جہاں سے انہوں نے ۱۹۷۶ء میں چار سالہ تعلیم اعلیٰ نمبروں سے پاس کی۔⁽⁷⁾

خدمات

مولانا ابو طاہر اسحاق خان المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تدریسی، تبلیغی، سیاسی اور
تالیفی خدمات مندرجہ ذیل ہیں

تدریسی و تبلیغی خدمات

دارالعلوم کراچی میں تھوڑی مدت بعد وہ شیخ الحدیث محمد یوسف خان کی دعوت و
خوابش پر دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر لوٹ آئے جہاں انہوں نے تدریس کا آغاز
کیا۔⁽⁸⁾ لیکن پھر انہوں نے دوسری مرتبہ خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لے کر مولانا محمد
شریف کشمیری (۱۳۹۰ھ - ۱۹۹۰ء) اور مولانا خیر محمد (۱۳۹۰ھ - ۱۹۷۰ء) سے اکتساب علم
کیا۔ پھر دوبارہ شیخ الحدیث محمد یوسف خان کی دعوت پر پاکستان کے زیر انتظام کشمیر میں
دارالعلوم تعلیم القرآن تشریف لائے اور مزید تعلیم کے لیے مملکت سعودی عرب جانے تک وہیں
تدریسی فرانض سر انجام دیتے رہے۔⁽⁹⁾

سیاسی خدمات

۱۹۶۵ء میں مولانا مدنی نے ریاست جموں و کشمیر کی قدیم دینی اور سیاسی
جماعت جمعیت علماء آزاد کشمیر کے ایاء اور اس کی تجدید کے
لئے بھی اہم کردار ادا کیا۔ اسی طرح انہیں اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کی رکنیت کا
اعزار بھی مالک رہا۔⁽¹⁰⁾

صول علم کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اپنے قیام کے دوران صول علم
کے ساتھ ساتھ انہیں مسجد نبوی میں نماز مغرب سے نماز عشاء تک درس قرآن کی سعادت
مالک رہی۔⁽¹⁴⁾

۱۹۷۶ء میں جامعہ اسلامیہ سے فراغت کے بعد شیخ المدنی کو سعودی حکومت کی جانب سے
تبلیغی خدمات کی انجام دبی کے لیے اسلامک مشن برائے متحده عرب امارات دبئی کے رکن
کے طور پر دبئی جانا ہوا تو ادائیگی فرانض کے علاوہ انہوں نے درس قرآن کو اپنا اوڑھنا
بچھونا بنا لیا مدنیہ منورہ کے اپنے چار سالہ قیام (سے ۱۹۷۲ء سے تک ۱۹۷۶ء) کے
دوران آپ کو مسجد نبوی میں درس قرآن دینے کی سعادت و توفیق تھی۔⁽¹⁵⁾

تعارف تفسیر ”عمدة البيان في تفسير القرآن“

تفسیر کا نام ” عمدة البيان فی تفسیر القرآن المعروف التفسیر المدنی الكبير ” ہے ۔ تفسیر بذا اردو زبان میں ہے اور درمیانے سائز کی سات صفحیں جلوں پر مشتمل ہے۔ بر جلد تقریباً ۸۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ کے بالائی صد میں قرآنی متن مع ترجمہ درج ہے۔ جب کہ تفسیر علیحدہ سے درج کی گئی ہے بر جلد کے شروع میں فہرست عنوانین تفصیلاً درج کیے گئے ہیں جس سے قاری کو اپنے متعلقہ موضوع تک رسانی آسان ہو جاتی ہے۔ خط واضح اور صاف ہے اور کتابت بھی عمده انداز سے کی گئی ہے۔ اس تفسیر کا ناشر دارالعلوم اسلامیہ پلندری، آزاد کشمیر ہے جب کہ یہ تفسیر دسمبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی ہے (11)-(16)۔

تفسیر عمدة البيان فی تفسیر القرآن میں ابو طابر مولانا اسحاق خان المدنی نے اسے لکھتے وقت منقدمین و متاخرین اور بم عصر علماء کی تفاسیر کے علاوہ کتب احادیث، لغات، کو پیش نظر رکھ کر ان سے وسعت نظری سے استفادہ کیا ہے جو مندرج ذیل بین سبب تالیف

اس فہرست میں طویل اور گہرے مطالعہ قرآن اور دروس قرآن کے بعد شیخ محمد اسحاق خان المدنی کو شدت سے اس بات کا ساس ہوا کہ بر صغیر پاک و ہند میں تحریر کیے گئے تراجم و تفاسیر قرآن عصر ااضر کی زبان و بیان اور جدید بیانی سے ہم آنگی بھی نہیں پہنچ سکتے اور قرآن مجید کے اردو تراجم و تفاسیر میں بعض زائغین کی جانب سے جو تحریفات واقع ہوئی ہیں، ابلق کی جانب سے کسی نے ان کا نوٹس بھی نہیں لیا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن مجید کا ایک جدید ترجمہ اور تفسیر قرآن تحریر کی جائے جو مذکورہ بالا منفی رجحانات سے پاک ہو۔ ترجمہ و تفسیر کے داعیہ پر وہ رقمطراز ہیں:

”اسی دوران اردو کے مختلف تراجم، واشی اور تفاسیر کے مطالعہ کے ضمن میں ایک نئے ترجمہ و تفسیر کا داعیہ اور تقاضا رہ کر اور بار بار سامنے آتا رہا کہ ہمارے اکابر و اسلاف نے اس سلسلہ میں جو اہم اور گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، ان کے بھر پور تراجم کے باوجود، بوجوہ ایک ایسے نئے کام کی ضرورت کا ساس بار بار ہو رہا تھا، مثلاً یہ اس ضمن میں جو مساعی جمیلہ اب تک انجام دی گئی ہیں، ان میں کہیں تو یہ کہ محاورہ اور زبان پر انے ہو چکے ہیں، بعض تو متروک کے دائیں تک پہنچ چکے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو طبائع جدیدہ کے لیے مطلوبہ کشش نہیں رکھتے پھر کچھ ایسے ہیں جو بالکل تحت اللفظ قسم کے ہیں جو اگرچہ اس لحاظ سے ایک د تک مفید بھی ہیں کہ ان سے قرآن کیم کے الفاظ و کلمات کے معانی معلوم ہو جاتے ہیں مگر نہ تو عام طبیعتیں ان کی طرف مائل ہوتی ہیں، نہ ان سے قرآن کیم کی بلاغت اور اس کی تاثیر کا پتہ چل سکتا ہے اور نہ اصل مقصود فائدہ اصل ہو سکتا ہے جبکہ اس کے بالکل بر عکس کچھ تراجم ایسے ہیں جو بالکل آزادانہ انداز کے ہیں جن کو دیکھنے سے یوں لگتا ہے کہ وہ ترجمہ نہیں بلکہ اپنی ہی تقریر ہو رہی ہے۔ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر اور سب سے اہم اور بنیادی بات یہ تھی کہ قرآن کیم کے اردو ترجمہ و تفسیر کے ضمن میں جن تحریفات کا ارتکاب بر صغیر کے بعض زائغین نے کیا ان کا کسی ترجمہ و تفسیر میں کوئی نوٹس ابلق کی طرف سے اب تک نہیں لیا گیا،“ (۱)۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ محترم مفسر نے اس ضمن میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے ملاقات میں اور مولانا محمد منظور نعمانی اور مولانا قاری محمد طیب کو بھی اپنے اس منصوبے کے بارے میں خط و کتابت کے ذریعے آگاہ کیا تو اول الذکر دو صرات نے مفسر موصوف کی تائید کی جبکہ آخر الذکر نے اس والے سے فرمایا کہ یہ ایک آدمی کے کرنے کا کام نہیں بلکہ یہ ایک جماعت کا کام اور جماعت بھی ایسی کہ جو علم و تقویٰ اور اہلیت و صلاحیت کے اعتبار سے اس کے لائق ہو۔

تابع مفسر موصوف کے بقول : راقم اٹم نے سوچا کہ ایسی جماعت کب بنے گی ؟ مطلوبہ وسائل کب اور کیسے مہیا ہوں گے ؟ اور یہ کام اس کے بعد کب شروع ہو گا؟ ... تو اس پس منظر میں راقم اٹم کے دل میں آخر یہ خیال و ارادہ اور پختہ ہو گیا کہ آخر خود ہی کیوں نہ یہ کام شروع کر دیا جائے۔ گو کہ اپنے اندر اس کی اہلیت و صلاحیت نہیں لیکن حس ذات اقدس و اعلیٰ پر بھروسہ و اعتماد ہے اس کی صفت و شان تو علی کل شئی قریب ہے⁽²⁾۔

□ ضور اکرم کے قول ، فعل اور تقریر کو دیت کہا جاتا ہے ۔ صحابہ کرام نے جو بروقت آپ کے گرد پروانوں کی طرح موجود ہوتے تھے، آپ کے اقوال و افعال کو بڑی لہیاط سے جمع کیا، ان کی فاظت کی اور آئندہ آئے والی نسلوں تک انہیں پہنچایا۔ اسلام میں دیت نبوی کو قرآن کریم کے بعد دوسرے بڑے مأخذ شریعت کا درجہ اصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے زمانے سے ہی دادیت کو فاظت کرنے، جمع اور قلمبند کرنے کا آغاز ہو گیا تھا اور کئی سارے صحابہ کرام نے دادیت نبوی کو اصل کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنا دیا تھا۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین کے زمانے میں علم دیت کو بہت زیادہ فروغ اصل ہوا اور اب علماء محدثین نے باقاعدہ طور پر دادیت کو جمع کرنے اور ان کو قید تحریر میں لائے کا سلسلہ شروع کیا اور اس طرح دادیت کا ایک وسیع ذخیرہ آج بھارے سامنے موجود ہے۔

اس یونٹ میں ہم دیت کا مفہوم، فاظت اور تدوین دیت جانے کے بعد کتب دیت کی اقسام اور علم دیت کے بنیادی مصادر و مأخذ کے بارے میں معلومات اصل کر سکیں گے۔

² ملا ظہ کیجیے: تفسیر المدنی کا مقامہ بعنوان: نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص: ۱۰۲۹۹

علم حدیث: ایک تعارف

حدیث کا لغوی مفہوم: عربی زبان میں لفظ دیت درج ذیل معانی اور مطالب کے لئے استعمال بوتا ہے۔

(۱) کلام اور گفتگو: لسان العرب میں ہے: "الحادیث: الخبر، یاتی علی القليل و الكثیر" دیت کا معنی خبر ہے، قلیل ہو کہ کثیر" قرآن مجید میں یہ لفظ تیس مقامات پر آیا ہے اور بر جگہ قریبًا اسی معنی اور مفہوم میں استعمال بواہے۔ مثلاً: وَإِذَا رأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَاعْرُضْ

عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ³

"اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو بماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش بوجانیں، بہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ گانیں۔"

فِيَّا حَدِيثٌ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ⁴۔ پھر قرآن کے بعد کون سی بات پر لوگ ایمان لائیں

کے؟"

چونکہ آپ گفتگو اور کلام کے ذریعے پیغام الہی لوگوں تک پہنچاتے، اپنی تقریر اور بیان سے اس کی تشریح فرماتے، اور خود اس پر عمل کر کے اس کو دکھلاتے تھے، اس طرح جو اقوال اور افعال آپ کے سامنے ہوتے اور آپ ان کو دیکھ کر یاسن کر خاموش رہتے، تو اسے بھی جزء دین سمجھا جاتا ہا، لہذا ان سب کے مجموعے کا نام دیت قرار پایا۔

11

(۲) جدید یا کوئی نئی چیز: اس معنی میں یہ قدیم کی ضد ہے، کلام اللہ قدیم ہے (یعنی ازل سے ہے اور ابد تک رہے کا) لہذا اس کے مقابلے میں کلام الرسول ﷺ کو دیت یعنی جدید کہا گیا۔⁵ دیت کی جمع احادیث ہے۔

حدیث کا اصطلاحی مفہوم

علماء دیت کی اصطلاح میں "دیت" کی تعریف درج ذیل ہے:

الحادیث: هُوَ مَا يُصَافِحُ إِلَيْ النَّبِيِّ⁶۔ لفظ سخاوی مزید تشریح کر کے فرماتے ہیں:

"الحادیث اصطلاحاً : مَا أَصْبَيْتُ إِلَيْ النَّبِيِّ قَوْلَالَهُ، أَوْفَعَلَأُو تَقْرِيرَأُو صَفَةً⁷ ثَيَّ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ"⁸

"دیت سے مراد وہ تمام اقوال، افعال، صفات اور رکات و سکنات لئے جاتے ہیں جو کہ آپ کی طرف منسوب ہوں، خواہ بیداری کے عالم میں ہوں یا نہیں میں۔"

تقریر سے مراد یہ ہے کہ آپ کے سامنے کوئی ملت یا کوئی کام ہو اب وہ آپ اس پر خاموش رہے ہوں کیونکہ اگر وہ منشاء دین کے خلاف ہوتا تو آپ ضرور اس کی اصلاح کرتے یا منع فرماتے۔

³ الانعام، آیت 68

⁴ الاعراف، آیت 185

⁵ تاریخ تدوین دیت، عبدالرشید نعمانی ، 26

⁶ فتح الباری، این جر عسقلانی، بحوالہ درس ترمذی، نقی عثمانی /19، نیز قواعد فی علوم الحدیث، ظفر احمد عثمانی ، 24

⁷ قواعد فی علوم الحدیث، ص 24

⁸ فتح المغیث، شمس الدین السخاوی /1

بعض محدثین، صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کو بھی دیت میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ اصول دیت کی اصطلاح میں صحابہ کرام کے اقوال و افعال کو دیت موقف اور تابعین کے اقوال و افعال کو دیت مقطوع کہتے ہیں۔

علام طبیعی "شرح مشکوٰۃ" اور علامہ جرجانی "المختصر میں فرماتے ہیں: "الحادیث أَعْمَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ قَوْلَ الرَّسُولِ أَوِ الصَّحَّاحِي أَوِ النَّثَاعِي وَفِعْلُهُمْ وَتَقْرِيرُهُمْ"⁹

اقوال رسول ﷺ کے لیے دیت کا لفظ خود آپ ﷺ نے کئی موقع پر استعمال فرمایا ہے، مثلاً آپ نے فرمایا: "مَنْ دَعَ عَنِ الْحَدِيثِ بِرَأْيِهِ كَذَبٌ فَهُوَ أَدْكَلُ الْكَاذِبِينَ"¹⁰۔ "جس نے میری طرف سے کوئی جھوٹی دیت بیان کی تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔"

علم حديث

علم دیت سے مراد وہ فن ہے، جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب اقوال، افعال، وال اور صفات کا اعلام اصل بوسکے اور ان کی صحت اور سقم کی نشاندہی کی جاسکے۔ علامہ بدر الدین عمدة القاری شرح البخاری میں علم دیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عَلَمٌ يُعْرَفُ بِهِ أَقْوَالُ رَسُولِ اللَّهِ وَأَفْعَالِهِ وَلِلَّهِ".¹¹ وہ علم جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور وال کی معرفت اصل بوسکے۔

علم حديث کا آغاز اور ارتقاء

علم دیت کا آغاز اور ارتقاء آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے ہو چکا تھا۔ خود آپ ﷺ نے فرمایا: "نَضَرَ اللَّهُ عَدَاسَمَعَ مَقَائِمَ فَوْعَاهَا ثُمَّ أَدَهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا"¹²۔ "الله تعالیٰ اس شخص کو سرسیز و شداب رکھے، جس نے میری بات سنی، اس کو محفوظ رکھا اور اس کو اگر اس شخص تک پہنچادیا، جس نے سنانہیں تھا۔"

چنانچہ صحابہ کرام نے اس فضیلت کے صول کے لئے رسول اللہ ﷺ کی یات مبارکہ بی میں اس عظیم کام کو شروع کر دیا تھا اور کسی چیز کو محفوظ رکھنے کے لئے بشری طاقت کے مطابق جو طریقے اپنائے جاسکتے تھے، صحابہ کرام نے وہ سارے کے سارے طریقے علم دیت اور سنت کو محفوظ رکھنے کے لئے اختیار کئے صحابہ کرام کے بعد تابعین، تابعین اور دیگر محدثین صرات نے اسی ابتمام کے ساتھ اس کام کو انجام دیا۔ مسلمانوں کی یہ کاوش انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کاوش تھی۔ انسانی تاریخ میں کوئی فن ایسا نہیں ہے، جس میں معلومات اتنی کثرت اور وافر مقدار میں فراہم کی گئی ہوں جس طرح علم دیت میں معلومات کو جمع کیا گیا ہے چنانچہ مسلمانوں کی اس کاوش کا اغیر مسلم غیر جانبدار محققین نے بھی اعتراف کیا ہے چنانچہ ڈاکٹر اسپرنگر "الاصابة في تمييز الصحابة" پر تحریر کئے ہوئے اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

⁹ ظفر الامانی بشرح مختصر السيد الجرجانی، عبدالحق لکھنؤی، ص24، قواعد فى علوم الحديث، ص24

¹⁰ الحامع الصحيح، امام مسلم، بلب وجوب الروایة عن الثقات، 7/1

¹¹ عمدة القارى شرح صحيح البخارى، بدر الدین عینی، ص33/1

¹² المستدرک على الصحيحين، ابو عبدالله اکم، ص1/162، سنن الدارمي، 86/1

"تاریخ میں کوئی قوم ایسی گزری ہے اور نہ اب موجود ہے، جس نے علم الرجال میں مسلمانوں کی طرح خدمت انجام دی ہو، جنہوں نے اپنے نبی ﷺ کی سیرت کی خاطر پانچ لاکھ افراد کے ۴ وال زندگی کو محفوظ کیا"¹³"

حافظت حدیث

□ حدیث کو محفوظ رکھنے کے لئے دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک درج ذیل طریقے

تسلسل کے ساتھ جاری ہیں:

١. **حفظ بالرواية :** □ حدیث کو زبانی یاد کرنا اور دوسروں کو پہنچا کر محفوظ کرنا۔
٢. **حفظ بالتعامل:** □ حدیث پر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل کر کے محفوظ کرنا۔
٣. **حفظ بالكتابه:** تحریر اور کتابت کے ذریعے □ حدیث کو محفوظ کرنا۔

١. حفظ بالرواية

تدوین □ حدیث کے ابتدائی ادوار میں تحفظ □ حدیث کے لئے یہ طریقہ سب سے زیادہ مؤثر طور پر استعمال کیا گیا۔ صحابہ کرام انفرادی اور مختلف جماعتوں کی صورت میں □ حدیث یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں مصروف رہتے تھے۔

علم کو محفوظ رکھنے کے لئے معلومات کو □ حفظ کرنے اور سینہ بہ سینہ منتقل کرنے کا طریقہ قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ عہد رفتہ میں جبکہ کتابت کے لئے آلات اور درائع کی بھی انتہائی قلت تھی تو لوگوں کا □ حافظہ پر اعتماد بہت زیادہ تھا، بالخصوص عرب معاشرے کا تو سارا دار و مدار بی □ حافظہ پر تھا۔ عرب کے بدو تو کتابی علم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان کا ایک عام جملہ تھا:

"□ رفٰ فی تَأْمُرِكَ خَيْرٌ مِّنْ عَشِيرَ فِي كُلِّكٍ"¹⁴"تیرے دل میں ایک □ رف کا

محفوظ رہنا تیری کتابوں کی دس باتوں سے بہتر ہے۔"

چنانچہ سوسائٹی کے اس خاص مذاق کا نتیجہ یہ تھا کہ قادر تی طور پر ان کو اپنے □ حافظہ پر اعتماد کرنا پڑتا تھا۔ اور رقادہ ہے کہ انسانی اپنی جس قوت کو زیادہ استعمال کرتا ہے۔ اس میں جلا پیدا ہوتی ہے اور وہی زیادہ بالیہ اور قوی ہوجاتی ہے جبکہ اس کے بر عکس جس قوت سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے۔ بتدريج وہ کمزور ہونے لگتی ہے۔

آج کے تربیت یافتہ دور میں اس کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ اب آدمی میں پیدا ہیا اونٹ گھوڑوں کی پیٹھ پر مسافت قطع کرنے کی وہ صلاحیت باقی نہیں رہی، جو پچھلی نسلوں کے ان افراد میں پائی جاتی تھی، جن کی رسانی عصر □ حاضر کی سواریوں تک نہیں تھی۔ اسی طرح بعض افراد اور اقوام میں کچھ عمومی فطری اور جبلی قوتیں غیر معمولی صورتوں میں موجود ہوتی ہیں، تابم ان کا ظہور تب ہوتا ہے جب ان قوتوں کو بروئے کار لایا جائے۔

عرب کا غیر معمولی قوت حافظہ: گذشتہ اقوام میں عرب قوم کی بعض استثنائی خصوصیات میں سے ایک ان کا غیر معمولی قوت □ حافظہ بھی تھا۔ چنانچہ ان کے ایک معمولی آدمی کو سینکڑوں اشعار پر مشتمل قصائد زبانی یاد بوکرتے تھے۔ ان کو اپنے خاندان کے نسب نامے کے علاوہ دیگر اقوام کے نسب نامے، بلکہ گھوڑوں اور اونٹوں تک کے نسب نامے یاد بو کرتے تھے۔ □ حافظ ابن عبدالبرٰ فرماتے ہیں: "كَانَ □ دُهُمَ يَحْفَظُ اشْعَارَ بَعْضَ فِي سَمْعَةٍ وَّ دَدِّاً"¹⁵ "وہ لوگ ایک بی سماعت میں دوسروں کے اشعار یاد کر لیتے تھے۔"

¹³ مقدمہ اسپر نجر علی الاصابة، طبع کلکتہ 1883ء

¹⁴ جامع بیان العلم و فضله، ابن عبد البر، ص 294

¹⁵ جامع بیان العلم و فضله، ص 296

: "مَاكْتِبٌ سَوَادَاءِ فِي بَيْضَاءِ وَمَا اسْتَعْدَثُ دِيْثاً مِنْ انسَانٍ مَرَّ تِينَ"¹⁶ - "میں نے کبھی سیاہی سے سفیدی پر کچھ نہیں لکھا اور نہ کسی شخص کی گفتگو یاد کرنے کے لئے دوبارہ دبرائی۔"

صحابہ کرام اور حفظ حدیث: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ¹ اس غیر معمولی افاظ کو ادیث محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا اور قرآن ¹⁶ کریم نے رسول اللہ ﷺ کو اطاعت خداوندی قرار ⁶ کر امت کے اندر ادیث کو یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کے جذبے کو مہمیزدی۔ خود آپ ﷺ نے مختلف موقع پر ادیث ⁶ کو یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے والے صحابہ کرام کو دعا دی۔ چنانچہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی ادیث کو نہایت توجہ اور اہتمام سے سنتے اور اسے یاد کرتے، صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت گھر بار چھوڑ کر آپ ﷺ سے ادیث کی براہ راست سماعت کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں قیام پذیر بوجگی تھی۔

ضرت ابو بیرہ جنہوں نے آپ ﷺ سے پانچ بزار تین سو چوبتر (5374) ادیث

روایت کی بیں، فرماتے ہیں:
"میں نے اپنی رات تین صوں میں تقسیم کر رکھی ہے، ایک تہائی رات میں نماز پڑھتا ہوں، ایک تہائی میں سوتاہوں اور باقی ایک تہائی میں رسول اللہ ﷺ کی ادیث یاد کرتا ہوں"¹⁷۔

احادیث کا بابی مذکورہ: انفرادی کوششوں کے علاوہ صحابہ کرام اجتماعی طور پر بھی ادیث کا مذکورہ کیا کرتے تھے خود آپ ﷺ نے جابجا ادیث ¹ کو دوسروں تک پہنچانے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "لَيَلَّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبُ"¹⁸۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: "شَمَعُونَ وَيُسَمَعُ مِنْكُمْ وَيُسَمَعُ مِنْهُمْ"¹⁹۔

"تم (میری باتیں) سن لو اور دوسرے تم سے سنن گے پھر ان سے اور لوگ سنن گے۔"

چنانچہ صحابہ کرام جہاں کہیں بام یکجا بوجاتے تو بے کو ⁷ باتوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے آپ ﷺ کی ادیث کا مذکورہ کیا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے ارشادات اور اقوال و افعال کا تذکرہ کرتے۔

علم دیت کی تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو واضح طور پر یہ بتلاتی ہیں کہ صحابہ کرام، تابعین اور دیگر محدثین ضرارات نے اپنے بے مثال اور غیر معمولی قوت افاظہ کے ذریعے ادیث کو لمبے عرصے تک محفوظ رکھا اور اس کو اگلے لوگوں تک پہنچا کر اپنا فریضہ ادا کیا۔

۲. حفظ بالتعامل

فاظت دیت کا دوسرا طریقہ تعامل صحابہ اور تابعین بے صحابہ کرام کے لئے ادیث کوئی زبانی مشق نہیں تھی، بلکہ انہوں نے اس کو طرز زنگی کے مکر پر اپنایا تھا اور یہی ان کی تمام تر کاوشوں اور جدوجہد کا بنیادی محور تھا کیسے ممکن تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بھول جاتے جبکہ انہوں نے اپنی زندگیوں کی عمارت اسی بنیاد پر استوار کی تھی۔

¹⁶ سنن الدارمی، عبداللہ بن عبد الرحمٰن من الدارمی، 1/135

¹⁷ البداہ والتبایہ، ابن کثیر، 110/8

¹⁸ الجامع الصحیح للبخاری، 37.57/1، 1599، 2210، 2710، 4/3، 886/2، 1305/3

¹⁹ مسنـدـ 1ـ مدـ 321/1ـ مـ سـ نـ سـ تـ رـ ـ مـ اـ کـ ـ 1ـ /ـ 1ـ ـ صـ حـ يـ اـ بـ حـ اـ بـ ـ 1ـ /ـ 263ـ ، مـ سـ نـ الـ بـ يـ قـ ـ 10ـ /ـ 250ـ

چنانچہ ادیث شریفہ کی مسلسل عملی مشق ایک اور ایسا بڑا عنصر رہا ہے، جس نے سنت کی فاظت اور فروغ میں اہم کردار ادا کیا اور ایسے بیرونی عناصر سے بچائے رکھا، جو اسے مسخ کرنے کے درجے تھے۔ ادیث فعلیہ کے بارے میں آپ ﷺ زبانی تعلیم کے بجائے عملی تربیت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ فرمایا: "صَلُوْكَمَارَأَنِيَّمُونِي أَصْلَى" ²⁰۔ اسی طرح تم نماز پڑھا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔"

ظاہر ہے کہ جس دین پر بار بار عمل کیا جائے وہ ذہن میں "کالنقش فی الحجر" ہو جاتی ہے اور یہ یاد کرنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے ²¹۔

۳. حفظ بالكتابة

اگرچہ افظع ایک زبردست ذریعہ فاظت ہے اور بالخصوص عرب اس میدان میں بہت اگر تھے، لیکن قرآن مجید کے بعد ادیث کی غیر معمولی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر ادیث کو صرف لوگوں کے افظع پر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ پھر یہ بات ضروری نہیں، کہ سب لوگ ہی اس قدر غیر معمولی قوت افظع کے مالک ہوں۔ لہذا آپ ﷺ کی زندگی میں ادیث کی فاظت کے لئے کتابت کے طریقہ کو بھی اختیار کیا گیا اور فاظ دین کی وجہ سے کتابت دین کو کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ایسے بے شمار شوابد موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فاظ و کتابت یکسان متدالوں رہے۔

کتابت حدث کی ممانعت: کتابت دین سے متعلق بعض ادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ادیث کی کتابت سے منع فرمادیا تھا، اور زبانی روایت کا کم دیاتھا، تابم زبانی روایت میں انتیاط برتنے کا کم دیا اور ساتھ یہ وعدہ بھی سناتی گئی گہرے آپ ﷺ کے بارے میں عمداً کسی قسم کی غلط بیانی یا دروغ گوئی کا مطلب دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنانا ہے۔

لیکن جب آپ ﷺ کی اندازہ بوا کہ اب صحابہ کرام قرآن و سنت کے درمیان امتیاز کو جان چکے ہیں۔ لہذا آپ ﷺ نے ادیث لکھنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ بعض موقع پر لکھنے کا کم بھی دیا۔ اس طرح خود آپ ﷺ کے بدایات پر بعض نوشته تحریر کئے گئے ذیل کی سطور میں نمونے کی کچھ تحریروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ ضرط ابوبیرہ فرماتے ہیں "ایک انصاری صحابی آپ ﷺ کی مجلس ^۱ بیٹھا کرتے تھے، ان کو آپ ﷺ کی ادیث بہت پسند آئی مگر ان کو یاد نہیں رہتی تھیں، اس نے آپ ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "إسْتَعْنْ بِيَمِينِكَ، وَأَوْمَأْ بِيَدِهِ لِلْخَطِ" ²²۔ اپنے دائیں باتھ سے مدد لے اور آپ ﷺ نے اپنے باتھ سے لکھنے کا شارہ کیا۔"

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فریضہ زکوٰۃ سے متعلق شرعی کام ایک دستاویز میں تفصیلی طور پر املاء کروائے تھے، جس میں مختلف قسم کے قابل زکوٰۃ اموال پر زکوٰۃ کی شرح اور مقدار تفصیل سے ذکر کی گئی تھیں، اس دستاویز کو کتاب الصدقہ کہتے ہیں۔

صحابہ کرام کی تحریریں

۱۔ الصحيح الصادقہ: مسند احمد بن نبی میں ضرط عبدالله بن عمر و بن العاص کی روایت ہے کہ: "قلت يارسول الله إنما نسمع منك ادیث لأنحفظها أفالا نكتبها قال: بل

²⁰ الجامع الصحيح للبخاري ، 2238/5

²¹ ایسے واقعات کے لئے دیکھنے میؤطا امام مالک، 3/732

²² جامع الترمذی، کتاب العلم، 39/5، بیت 2666

فَأَكْتُبُوهَا²³" میں نے آپ سے پوچھا ہے آپ کی ادیث سننے بین لیکن یاد نہیں کرتے تو کیا ہے لکھ لیا کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں اس کو لکھ لیا کرو۔"

چنانچہ اس کے بعد ضرط عبداللہ عمر و بن العاص باقاعدگی سے ادیث لکھا کرتے تھے اور اس طرح ان کے پاس ایک بڑا مجموعہ تیار ہو گیا۔ اس کا نام انہوں نے "الصحیفۃ الصادقة" رکھا۔

2. صحیفہ حضرت علیؓ : ضرط علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بھی آنحضرتؐ کی ادیث کا ایک بڑا مجموعہ تحریری شکل میں موجود تھا جو وہ اپنے خطبات اور مجلسوں میں سامنے رکھ کر اس کے مضامین سنایا کرتے تھے یہ "صحیفہ علیؓ" کے نام سے مشہور ہے۔ صحیح بخاری میں کئی جگہ اس کا تذکرہ موجود ہے مثلاً ایک جگہ بـ کے ضرط علیؓ نے فرمایا: "ماکتبنا علی النبی ﷺ الا القرآن وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ"²⁴ " ہم نے آپ سے قرآن اور اس صحیفہ کے علاوہ کچھ نہیں لکھا۔"

3. حضرت انسؓ کی تالیف: ضرط انسؓ کے مشہور شاگرد سعید بن بلاں فرماتے ہیں کہ: "جب ہم ضرط انسؓ سے ادیث سننے کے لئے اصرار کیا کرتے تھے تو وہ بمارے لئے "محال" یعنی کئی بیاضیں نکالتے اور فرماتے "ہذا ادیث سمعنا من رسول اللہ وکتبنا وَغَرَضَتْهَا عَلَيْهِ²⁵ یہ وہ ادیث ہے جو میں نے آپ سے سن کر لکھیں اور پھر آپ کے سامنے پیش کیں۔"

4. الصحیفہ الصحیحہ(صحیفہ ہمام بن منبهؓ): ضرط ابوہریرہؓ نے اپنے شاگرد ہمام بن منبهؓ کو دُبِّرہ سو کے قریب ادیث املا کراکر محفوظ کر لی تھیں۔ اس صحیفے کی ادیث کو امام مددؓ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ ایک طویل عرصہ بعد 1373ھ بمطابق 1954ء میں اس صحیفہ کے دو قلمی نسخے دستیاب ہو گئے۔ ایک نسخہ برلن (جرمنی) کے کتب خانے سے اور ایک دمشق کے کتب خانے سے دستیاب ہوا۔ اسے بڑی تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر مید اللہ صاحب نے شائع کرایا ہے۔

5. مرویات ابی بریرہ: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرط ابوہریرہؓ نے عبد رسالت میں ادیث فظ تو کر لی تھیں، لکھی نہیں تھیں، مگر عبد صحابہؓ میں انہوں نے بھی اپنی تمام مرویات خود لکھ رکیا کسی سے لکھا کر محفوظ کر لی تھیں²⁶۔

عبد تابعین اور بعد کے ادوار میں کتابت حدیث

سرکاری طور پر تدوین حدیث: ضرط عمر بن عبدالعزیزؓ (متوفی 101ھ) نے سرکاری طور پر تدوین دیت کا کام ابتدام سے شروع فرمایا اور مدینہ منورہ کے امکم ابو بکر بن محمد عمر و بن

زم کو یہ فرمان بھیجیا²⁷

"انظر مَاكَانَ مِنْ دِيْتِ رَسُولِ اللَّهِ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّي حَفْتُ ذُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ

الْعَلَمَاءَ²⁸۔

"آپؓ کی ادیث کو تلاش کر کے لکھ لو، کیونکہ مجھے علم اور علماء کے
جانے کا اندیشہ ہے۔"

²³ مسنون مدد، 2/215 رقم الحديث: 7018

²⁴ الجامع الصحيح للبخاري، 3/1160

²⁵ مستدرک امک، 3/664

²⁶ دیکھنے مقامۃ تحفۃ الادب وذی ص 84

²⁷ الجامع الصحيح للبخاري، 1/49، مسنون الدارمي، 1/137

ابو نعیم اصفہانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی مضمون کا فرمان تمام بلاد اسلامیہ کے
کام کو بھیجا گیا تھا۔ ان بلاد سے احادیث کے مجموعے تیار ہو کر دارالخلافہ دمشق آئے اور
عمر بن عبدالعزیز نے یہاں ان کی نقیبین تیار کر کے اسلامی خلافت کے گوشہ گوشہ میں

بھیجن . مصادر احادیث

تفسیر عمدة البيان فی تفسیر القرآن میں ابو طاہر مولانا اسحاق خان
المدنی نے اسے لکھتے وقت مقدمین و متاخرین اور ہم عصر علماء کی تفاسیر کے
علاوہ کتب احادیث ، لغات ، کو پیش نظر رکھ کر ان سے وسعت نظری سے استفادہ
کیا ہے جو مندرج ذیل ہیں ۔

صحیح بخاری شریف

امام بخاریؓ کا تعارف²⁸: نام و نسب: محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن المغیرة بن
برذبہ البخاری ۔

امام بخاری کا خاندان یمان جعفی کے باتھوں اسلام لا یا تھا ، چنانچہ اسی
نسبت و لاء سے جعفی بھی کہلاتے ہیں۔ امام بخاری کی پیدائش بخارا میں بعد از
نماز جمعہ 13 شوال 194ھ کو اور وفات یکم شوال 256ھ کو سمرقند کے
علاقے خرتنگ میں ہوئی۔ آپ کی تدفین عید الفطر کے دن ہوئی۔ آپ کی عمر
مبارک تیرہ دن کم 62 سال تھی۔

امام بخاری بچپن سے ہی نہایت ذہین و فطین تھے اور آپ کا افاظہ
ضرب المثل تھا، گیارہ برس کی عمر میں علامہ داخلی جیسے متبحر عالم اور
محدث کو ایک سند پر ٹوک دیا اور تصحیح کرادی۔ سولہ سال کی عمر میں
عبدالله بن مبارک آور وکیع بن الجراح کی کتابوں کو فظ کرلیا۔ طالب علمی
کے دوران میں سولہ روز تک بغداد میں قیام کیا اور اس دوران پندرہ بزار سے
زاد احادیث فظ کرلیں²⁹۔

امام بخاریؓ نے جن لوگوں سے کسب فیض کیا ان میں امام احمد بن نبل ،
اسحاق بن راہویہ ، علی بن المدینی ، یحییٰ بن معین ، قتیبہ بن سعید ، اور مکی
بن ابراہیم شامل ہیں ۔ امام بخاریؓ نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ، جیسے التاریخ
الکبیر ، التاریخ الاوسط اور التاریخ الصغیر ، تابم ان کی زیادہ شہرت ان کی کتاب
"الجامع الصحيح" کی وجہ سے ہے ۔

²⁸ تعرف کے لئے دیکھو: بستان المحدثین 177، بتذكرة الحفاظ 2/555، تہذیب الاسماء، ابن جر عسقلانی، ج 1، ص 67،
تاریخ الادب العربي، بروکلمان، ج 3، ص 163، تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج 2، ص 34-4، شذرات الذهب، ابن العماد،
ج 3، ص 254،
²⁹ تاریخ بغداد، ج 2، ص 7

کتاب کا تعارف، خصوصیات اور اسلوب

جب امام بخاری نے اپنے پیشوں محدثین کے مجموعوں کو پڑھا اور روایت کیا تو آپ نے محسوس کیا کہ ان کتابوں میں صحیح، سن اور ضعیف سب قسم کی احادیث موجود ہیں، چنانچہ انہوں نے ایک ایسی کتاب جمع کرنے کا ارادہ کیا جس میں سب احادیث "صحیح" ہوں، یہ خیال اس وقت زیادہ قوی بوا جب امام بخاری گو ایک دن اپنے استاد اور شیخ اسحاق بن رابویہ نے کہا کہ تم سنن میں ایک ایسی مختصر کتاب تیار کرو، جس میں رسول ﷺ کی صرف وہ احادیث جمع ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہوں³⁰.

اس کے علاوہ امام بخاری نے خواب میں دیکھا کہ وہ آنحضرت کے صور میں کھڑے ہیں اور باته میں پنکھا لیے آپ سے مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ معتبرین نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ تم نبی کریم سے منسوب جھوٹی احادیث کو مکھیوں کی طرح بٹا دوگے، اور ان کو رد کر دوگے۔ اس خواب نے امام بخاری کے شوق احادیث کو اور تیز کر دیا اور آپ نے سولہ برس کے طویل عرصے میں ایک کتاب تیار کی، جس کا نام آپ نے "الجامع الصَّحِيحُ الْمُسْنَدُ مِنْ دِيْنِ رَسُولِ اللَّهِ وَ سُنْنَةِ وَ أَيَّامِهِ" رکھا۔³¹

امام بخاری نے چھ لاکھ احادیث کے ذخیرہ سے اس کی احادیث کو جمع فرمایا اور نوے ہزار آدمیوں نے امام بخاری سے اس کتاب کو سنا اور اس مجموعہ کی تمام احادیث صحت کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں³²۔ علماء امت نے صحیح بخاری کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" یعنی قرآن مجید کے بعد شریعت اسلام میں صحیح ترین کتاب کا معزز لقب دیا ہے³³۔

امام بخاری نے اس کتاب میں احادیث کے تمام (آٹھ) موضوعات کو جمع کیا اور اس کو "الجامع" کا نام دیا³⁴۔ امام بخاری نے اپنی کتاب میں ابواب کے جو عنوانات رکھے ہیں وہ بڑے غیر معمولی ہیں۔ چنانچہ علماء احادیث فرماتے ہیں: "فقہ البخاری فی تراجمہ" یعنی امام بخاری کی فقہت ان کے ابواب کے عنوانات سے ظاہر ہوتی ہے³⁵۔

ابواب اور احادیث کی تعداد

³⁰ تاریخ بغداد ج، 8 ص، 2، هدی الساری مقدمہ فتح الباری، ابن جر عسقلانی، ج، 1 ص، 7

³¹ بستان المحدثین ص 177، هدی الساری مقدمہ فتح الباری، ج، 1 ص، 7

³² تاریخ بغداد، ج، 2 ص، 9، شذرات الذهب ج، 3 ص، 253

³³ طبقات الحنابلہ حوالہ اردو دائرة معارف اسلامیہ، 122/4، کشف الظنون ج، 1 ص، 541

³⁴ الجامع کی تعریف کے لئے دیکھئے: صفحہ نمبر 24

³⁵ اردو دائرة معارف اسلامیہ ج، 4 ص، 121، 122

□ مفظ ابن الصلاح³⁶ اور امام نووی کے مطابق کل روایات بخاری کی تعداد سات بزار دو سو پچھتر (7275) ہے، جن میں روایات غیر مکرہ کی تعداد چار بزار ہے³⁶. لیکن □ مفظ ابن جر عسقلانی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور مقدمہ فتح الباری میں روایات بخاری کی کل تعداد نو بزار بیاسی (9082) بتلائی ہے۔

شرح البخاری

صحیح بخاری کی قبولیت و اہمیت کا اندازہ اس کی شروح، تعلیقات اور □ واشی کی کثرت سے باسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ذیل کی سطور میں چند اہم شروحات کا تذکرہ موجود ہے۔

۱۔ "اعلام السنن" تالیف: الامام ابی سلیمان □ مد بن ابراء بن خطاب المشہور بالخطابی (م 388)

۲۔ "الکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری" تالیف: شمس الدین مع بن یوسف الکرمانی (م 786)

یہ بخاری شریف کی ایک طویل شرح ہے جو دارالیاء التراث العربی، بیروت سے پچیس (25) جلوں میں شائع ہوئی ہے۔

۳۔ "فتح الباری بشرح صحیح البخاری" بخاری کی عربی زبان میں موجود تمام شروحات میں یہ شرح نہایت بہترین اور مفید شرح ہے۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا کہ صحیح بخاری کی ایک عمدہ شرح جس میں اس کا پوراً ق ادا کیا جائے، امت کے ذمہ قرض ہے³⁷. □ مفظ ابن جر عسقلانی کی فتح الباری کے بعد امت نے بالاتفاق کہا کہ ابن جر نے امت کی طرف سے اس قرض کو چکادیا ہے۔ فتح الباری کا اردو ترجمہ بھی 10 جلوں میں مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۴۔ "عدمة القاري شرح صحیح البخاری" یہ شرح ابن جر عسقلانی کے معاصر جيد □ نفی امام بدر الدین عینی (م 855ھ)²⁰ کی تالیف کردہ ہے۔

۵۔ اردو تراجم اور شروح میں علامہ وید الزمان³⁸ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے جنہوں نے مکمل ترجمہ شائع کرنے کے علاوہ ایک ضخیم شرح تسهیل القاری کے نام سے لکھی، لیکن صرف پانچ جلدیں شائع ہو سکیں۔

وفا اور بے وفائی کے دو متصاد اور عبرت انگیز نمونے سویہاں پر اصحاب موسیٰ کی بے وفائی اور بما رے □ صور کے صحابہ کرام کی جان نثاری کا ایک نمو نہ بھی ملاحظہ ہو۔ سویہ تھا □ اں ناہنجار قوم کا ان

³⁶ هدی الساری مقدمہ فتح الباری، الفصل العاشرج، 1ص، 465

³⁷ مقدمہ ابن خلدون ص 443، بحوالہ اردو دائرة معارف اسلامیہ، ج 4، ص 122

لو گوں نے صرت مو سی۔ علیہ اسلام کے اتنے معجزات دیکھئے اور ان کے تو سط سے وہ اللہ پاک کی گونا گوں نعمتوں سے سرفراز ہوئے۔ مگر اس سب کے باوجود ان لو گوں نے آنچنا ب کے حکم وارشاد کے جو اب میں اپسی گستاخانہ بات کہتے ہوئے بھی کوئی شرم محسوس نہ کی اس کے مقابلے میں ہما رے آقا کے جان نثار صحابہ کر ام کی شان یہ تھی کہ غزوہ بدر کے مشورے کے موقع پر انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ہم آپ پر ایمان لائے بیں۔ آپ ہمیں جو حکم دین گئے ہم اس کیلئے سر تسلیم خم بیں اور صرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کے مطابق صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم ایسے نہیں⁵ بیں کہ آپ کو وہ جو اب دین جو صرت موسیٰ کے ساتھیوں نے ان کو دیا تھا۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اگے پیچے برو طرف سے لڑیں گئے۔³⁸

□ ق و باطل کے فیصلہ کیلئے آخری بات مباہلہ

تاکہ اس طرح جہو ٹا اپنے انعام کو پہنچ جائے اور سچے کا سچ نکھر کر سامنے آجائے رویات کے مطابق جب اس آیت کر یہ کے نزول کے بعد آنحضرت نے نصاری نجران کے وجہ کو مشورہ کرنے کے بعد اس بارے جو اب دین گئے چنانچہ اس دوران انہوں نے باہمی مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ مبابلہ ہر گز نہ کیا جائے کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ یہ وہی نبی آخر الزمان ہیں جنکے بارے میں پیشگوئیاں ہماری کتابوں میں موجود ہیں پس اگر ہم نے ان سے مباہلہ کر لیا تو خدشہ ہے کہ کہیں ہماری جڑ ہی نہ کٹ جائے لہذا مباہلہ کی بجا ائے ان سے صلح صفائی کی بات کی جائے چنانچہ انہوں نے دوبزار لے جو ڈے سالا نہ دینے کی پیشکش پر صلح کی درخواست کی جسکو آنحضرت نے قبول فرمایا³⁹

بنی اسرائیل کے لیے بعض خاص عنایت کا ذکر و بیان

سو ارشاد فرمایا گیا کہ صرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے تورات کے لیے تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، جو مجھے سے پہلے آچکی ہے۔ نیز اس لیے کے میں تمہارے لیے لوت بیان کروں بعض ان چیزوں کی جن کو تم پر حرام کر دیا گیا تھا۔ اور میں تم لوگوں کے پاس ایک عظیم الشان نشانی کے ساتھ آیا ہوں تمہارے رب کی جانب سے۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ سو اس میں بنی اسرائیل پر بعض خاص حرام کردہ چیزوں کی لوت کا بیان ہے۔ جیسے اونٹ کا گوشت، چربی، اور بفتے کے روز شکار کی ممانعت وغیرہ۔ اور حلال کر دینے سے مراد ان کی لوت کا بیان ہے، نہ کہ از خود کسی حرام کو حلال کر

³⁸ صحيح بخارى ،كتاب المغازى ، عمدة البيان فى تفسير القرآن ،ابو طاير مولانا محمد اسحاق خان المدنى

ج،2 ص،110

³⁹ . عمدة البيان فى تفسير القرآن ،ابو طاير مولانا محمد اسحاق خان المدنى ،ج 1 ص 556

دینا و بالعکس۔ کیونکہ تحلیل و تحريم اللہ تعالیٰ کا⁴⁰ اور اسی کا اختیار ہے⁴¹ چنانچہ بنی اکرمؓ خود اپنے بارے میں اس⁴² حقیقت کی تصریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں نہ کسی⁴³ رام کو⁴⁴ لال کرسکتا ہوں اور نہ کسی⁴⁵ لال کو⁴⁶ رام"⁴⁷ اُنی لست ارم⁴⁸ لالا ولا ارم⁴⁹ راما⁵⁰

تمام خزانے اور ان کی کنجیاں اللہ تعالیٰ بی کرے پا س ہیں

سوارشاد فرما یا گیا اور⁵¹ صر و قصر کے اسلوب میں ارشاد فرما یا گیا کہ اسی کے پا س ہیں سب کنجیاں اور سب خزانے جن کو اس و دہ لا شریک کے سوا کوئی جانتا بی نہیں۔ سوا س سے یہ امر قطی طور پر صاف اور واضح ہو جاتا ہے کہ زمین و آسمان کے سب خزانے اور انکی سب کنجیاں اللہ بی کے پا س سے ہیں یہ معنی اس صورت میں ہوں گے جب کہ مفاتیح جمع بو مفتح کی میم کے کسرے کے ساتھ ہیں جو مفتاح کے معنی میں آتا ہے یعنی کنجی اور اگر اسے جمع قرار دیا جائے مفتح کی۔ یعنی میم کے فتح کے ساتھ تو اس وقت اس کے معنی خزانہ کے ہوں گئے یعنی اسی کے پاس ہیں غیب کے خزانے مال دونوں کا پہر⁵² مال ایک بی بے کہ غیب کا علم اسی کے ساتھ خاص اس کے سوا عالم غیب اور کوئی نہیں سب خزانوں کا مالک بھی وہی اور سب کنجیاں بھی اس کے قبضہ تحدرت واختیار میں ہیں آیت کر یہ میں فرما یا گیا ہے یعنی (ان اللہ عنده علم الساعۃ) الخ پس ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ہے اور جمہور اہل علم مفسرین و محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ غیب کی ان پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہیں کے طور پر چند ایک⁵³ والے ملا خطہ ہوں⁵⁴۔ اور صحیح بخاری میں⁵⁵ صرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ سے مر وی ہے کہ اُنحضرت نے ارشاد فرما یا؛ کہ غیب کی کنجیاں یہ پانچ چیزوں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے انہی پانچ چیزوں کا ذکر فرما یا یعنی یہ کہ رام ما در میں کیا ہے؟ کل کیا ہونے وال ہے؟ کس نے کل کیا کرنا ہے؟ کس کی موت کہاں آئے گی؟ اور بارش کب ہو گئی؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہو گی یہ دیث الفاظ کی کچھ کمی پیشی کے ساتھ بخاری شریف میں مختلف مقامات پر وار ہوئی ہے۔ اس لیے⁵⁶ ضرات اہل علم نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جو کوئی کہے کہ ان پانچ باتوں کو اللہ کے سوا اور کوئی جانتا ہے وہ کافر ہو جائیگا چنانچہ اس بارے میں ملا خطہ ہو⁵⁷۔ اور امام المومن بن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں کہ جو

⁴⁰ - ایضا ، ج 1 ص 545

⁴¹ - صحیح بخاری ج، 1 ص ، 438

⁴² - ابن حجر یر؛ ج 21 ص 88 ابن کثیر؛ ج 3 ص 455 روح المعانی؛ ج 21 ص 99؛ السراج المیز؛ ج 3

ص 200، درمنثور؛ ج 5 ص 170، صفوۃ التفاسیر؛ ج 1 ص 395 وغیرہ وغیر

⁴³ - نفسیہ خازن ج 5 ص 183 عمدة القاری

شخص یہ کہے کہ آنحضرت کل کا علم رکھتے تھے تو بیشک اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا ⁴⁴۔

صحیح مسلم شریف

امام مسلم کا تعارف⁴⁵: نام و نسب: ابو الحسین مسلم بن الحاج بن مسلم بن وردین کو شاذ القشیری النیسا بوری

پیدائش : امام مسلم بن الحاج القشیری نیشا پور میں 202ھ / 817ء میں پیدا ہوئے۔ امام ذبی کے بقول آپ کی پیدائش 204ھ میں ہوئی۔ جبکہ بعض مؤرخین کے بقول آپ کی سن ولادت 203ھ یا 206ھ ہے۔ آپ کی وفات 261ھ / 875ء میں ہوئی اور نیشا پور میں بی مددون ہوئے۔

امام مسلم نے احادیث جمع کرنے کی خاطر دور دراز کے سفر کئے۔ وہ عرب، مصر، شام اور عراق گئے اور وہاں کے مشہور و معروف علماء مثلاً امام مد بن نبل، رملہ اور اسحق بن رابویہ سے دیت کی سماعت کی۔ مشہور محدث اور امام بخاری کے استاد محمد بن بشار فرماتے ہیں: "دنیا میں چار فاظ دیت ہیں؛ رئے میں ابوزرعہ رازی، نیشاپور میں امام مسلم، سمرقند میں امام دارمی اور بخارا میں امام بخاری" ⁴⁶۔

امام مسلم کے عجائب میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی ⁴⁷۔ امام مسلم کئی کتابوں کے مصنف ہیں، تابیم آپ کی وجہ شہرت آپ کی شہرہ آفاق کتاب "الجامع الصحيح" ہے۔

کتاب کا تعارف، خصوصیات اور اسلوب

صاحب ستم میں بخاری شریف کے بعد امام مسلم کی "الجامع الصحيح" کا درجہ ہے اور بااتفاق امت یہ صحیح احادیث کا ایک انتہائی مستند مجموعہ ہے۔ تی کہ بعض محدثین مثلاً ابو علی الحسین نیشاپوری اور اندرس کے بعض شیوخ نے جمہور کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے صحیح مسلم کو بخاری شریف سے افضل قرار دیا ہے ⁴⁸۔ چنانچہ افظ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے: "ماتحت أديم السماء أصح من

⁴⁴ - عدة البيان في تفسير القرآن ، ابو طاہر محمد اسحاق خان المدنی ج 2 ص 294

⁴⁵ تعارف کے لئے دیکھئے: بستان المحدثین ، ص 185 ، تذكرة الحفاظ ج 2 ص 588 ، تاریخ التراث العربي ج 1 ص 263 ، سیر اعلام النبلاء ج 12 ص 557 ، شذرات الذهب ، ج 3 ص 270

⁴⁶ سیر اعلام النبلاء ج 12 ص 564

⁴⁷ بستان المحدثین ، 186

⁴⁸ المنهاج شرح مسلم ص 14

کتاب مسلم فی علم الحديث⁴⁹۔ "علم دیت میں امام مسلم کی کتاب سے زیادہ کوئی صحیح کتاب موجود نہیں ہے۔ لیکن جمہور محدثین کے مطابق صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت دیا ہے اور جن ابل مغرب نے صحیح مسلم کو فوقیت دی ہے، وہ صحیح مسلم کی سن ترتیب، جودت وضع اور سیاق و سبق کی بہتر ترتیب کی بنیاد پر ہے"⁵⁰۔

صحیح مسلم اپنی سن ترتیب اور جودت وضع کے اعتبار سے دیگر کتب دیت پر فائق ہے۔ احادیث تلاش کرنے اور مختلف اسانید اور طرق جاننے کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں : "میں نے یہ کتاب تین لاکھ احادیث سے منتخب کر کے لکھی ہے۔ اگر ابل دیت دوسو سال تک احادیث لکھتے رہے تو بھی ان کا مدار اسی کتاب پر ہوگا اور میں نے اپنی اس کتاب کو ابوذرعة الرازی کے سامنے پیش کیا اور بروہ دیت جس کے بارے میں انہوں نے کسی علت کی نشاندہی کی، ان کو نکال دیا اور جو احادیث علل سے محفوظ تھیں، ان کو چھوڑ دیا" ⁵¹۔

صحیح مسلم میں مکارارت کے علاوہ احادیث کی تعداد 4000 جبکہ مکارارت سمیت کل تعداد 7275 ہے۔ ابواب کی ترتیب فقہی طرز کے موافق ہے لیکن تراجم ابواب خود امام مسلم نے قائم نہیں گئے بلکہ ان کے بعد ایک جماعت نے مسلم شریف کے پاشیہ پر ان تراجم کا اضافہ کیا ہے⁵²۔

امام مسلم اس کتاب کے آغاز میں علم دیت کے متعلق ایک مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔ اس مقدمہ میں آپ نے اصول دیت کے موضوع پر سیر اصل بحث کی ہے۔ اور بعض ابل علم جیسے امام بخاری کے ساتھ بعض اختلافی نکات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

امام مسلم کا حزم و احتیاط صحیح مسلم میں

امام مسلم نے اپنی جامع صحیح کا انتخاب تین لاکھ ایسی روایات سے کیا ہے جو انہوں نے خود براہ راست اپنے شیوخ سے سناتھا، پھر مزید احتیاط کے پیش نظر صرف وہی دیشیں درج کیں کہ جن کی صحت پر مشائخ وقت کا اتفاق ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: بروہ دیت جو میرے نزدیک صحیح تھی، اس کو میں نے یہاں درج نہیں کیا، میں نے تو یہاں صرف ان دیشوں کو درج کیا ہے جن کی صحت پر شیوخ وقت کا اجماع ہے⁵³۔

⁴⁹ شفرات الذهب ج، 3، ص، 270، سیر أعلام النبلاء، ج، 12، ص، 566.

⁵⁰ كشف الظنون ج، 1، ص، 541.

⁵¹ شفرات الذهب، ج، 3، ص، 270، وفيات الأعيان، ج، 5، ص، 194، المنهاج شرح مسلم، ج، 1، ص، 14.

⁵² كشف الظنون 578

⁵³ تاريخ تدوين دیت، ص 199.

اما مسلم اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہوئے "دثنا" اور "خبرنا" کا لفظ نہیں تیاط کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ جہاں پر آپ نے شیخ سے سنا ہے وباں پر "دثنا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور جہاں پر "قراءة على الشيخ" کے ذریعے روایت ہے وباں "خبرنا" کا لفظ استعمال کیا ہے⁵⁴۔

امام مسلم روایات بیان کرنے کے سلسلے میں مختلف رواۃ کے درمیان الفاظ کے معمولی فرق کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ ایک دیث اگر کئی رواۃ سے مروی ہو تو وباں امام مسلم "اللفظ لفلان" کہہ کر یہ تصریح ضرور کرتے ہیں کہ کتاب میں مذکورہ الفاظ کس کے ہیں۔ ان الفاظ کے بسا اوقات انتہائی باریک فرق ہوتا ہے لیکن امام مسلم اس کو ضرور بیان کرتے ہیں۔

صحیح مسلم کی شرح

۱. المنہاج شرح مسلم: یہ شرح مشہور محدث محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف النواوی کی ہے۔ صحیح مسلم سمیت یہ شرح متعدد بار شائع ہو چکی ہے

۲. الدیباج: یہ شرح علامہ سیوطی کی ہے۔ مختصر ہونے کے باوجود دبہت مفید ہے۔ دو جلدیں میں شائع ہو چکی ہے۔

۳. اکمال المعلم بفوائد مسلم: یہ شرح ابو عبدالله مازری کی ہے، تین جلدیں میں شائع ہوئی ہے۔

شعائر اللہ سے مراد؟ اور اپل بدعت کی ایک تحریف کا جواب

شعائر اللہ سے مراد

وہ خاص چیز ہیں ہیں جو اسلام کی خاص نشانیاں اور اسکی علا متنیں قرار پاتی ہوں۔ اور ان سے اسلام کی عظمت و خصوصیت اور اسکی شان و شوکت ظاہر ہو تی ہو۔ جیسے اذان نماز، حج، عمرہ اور قربانی وغیرہ۔ (جا مع الیان للحسینی) پس اپل بدعت کے بعض بڑے تحریف پسندوں کا بزرگوں کے مزارات کو بھی اس میں شامل کرنا دینے کی تعلیمات مقدسے کے خلاف محض ان کی اپنی ایک کانہ ساز منطق اور سخن طرازی ہے جو کہ دین کی تحریف کے زمرے میں آتی ہے کیونکہ مزارات اور پختہ قبریں تو بنا نا ہی سرے سے منوع اور اسلام کی سچی تعلیمات کے خلاف ہے جیسا کہ صحیح دیث میں وارد ہے نہیں رسول اللہ ان یحصص القبروں ینیٰ علیہ و ان یقعد علیہ کہ آنحضرت نے قبر کو پختہ

کرنے، اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے اور میلہ لگانے سے منع فرمایا
بے 55

برائی کا بدلہ اسی کے برابر

سوارشاد فرمایا گیا کہ جو کوئی برائی کرئے گا اس کو اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان سے کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ سو یہ اس رب رَمَنْ کا عدل ہے جبکہ دیت قدسی میں وارد ہے کہ اللہ پا کاپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ جب میر کوئی بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو تم اس کو اس کے خلاف مت لکھو یہاں تک کہ وہ اس کا ارتکاب نہ کر لے پھر جب وہ اس کو کر لے تو اس کو اتنا ہی لکھو جتنا کہ اس نے کیا اور اگر وہ اس کو میری وجہ سے ترک کر دے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دو اور اس کے عکس اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے تو محض ارادہ کرنے پر بی اس کے حق میں نیکی لکھ دو اور جب وہ نیکی کر لے تو اس کے حق میں دس گناہ لے کر سات سو گناہ کا ذکر و بیان 56۔

بنی اسرائیل کے لیے بعض خاص عنایت کا ذکر و بیان

سو ارشاد فرمایا گیا کہ صرفت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے تورات کے لیے تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، جو مجھے سے پہلے آچکی ہے۔ نیز اس لیے کے میں تمہارے لیے لوت بیان کروں بعض ان چیزوں کی جن کو تم پر رام کر دیا گیا تھا۔ اور میں تم لوگوں کے پاس ایک عظیم الشان نشانی کے ساتھ آیا ہوں تمہارے رب کی جانب سے۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ سو اس میں بنی اسرائیل پر بعض خاص رام کردہ چیزوں کی لوت کا بیان ہے۔ جیسے اونٹ کا گوشت، چربی، اور بفتے کے روز شکار کی ممانعت وغیرہ۔ اور لال کر دینے سے مراد ان کی لوت کا بیان ہے، نہ کہ از خود کسی رام کو لال کر دینا و بالعکس۔ کیونکہ تحلیل و تحریم اللہ تعالیٰ کا حق اور اسی کا اختیار ہے 57۔

چنانچہ بنی اکرم خو د اپنے بارے میں اس تفیقت کی تصريح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ " میں نہ کسی رام کو لال کرسکتا ہوں اور نہ کسی لال کو رام " (انی لست ارم لالا ولا لال راما) 58

سنن ابی داؤد

صحيح مسلم؛ ج، ص 262، مشكوة ج 1، ص 48 عن جابر (عمدة البيان في تفسير القرآن، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج 2، ص 73)

صحيح مسلم كتاب الايمان ، عمدة البيان في تفسير القرآن ، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج 2، ص 415

عمدة البيان في تفسير القرآن ، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ، ج 1 ص 545

صحيح مسلم ج 2 ص 290

امام ابو داؤد⁵⁹ کا تعارف⁵⁹: نام و نسب: سلیمان بن اشعت بن اسحاق بن شداد بن عمرو الأزدی السجستانی۔

آپ کی ولادت تیسرا صدی کے آغاز میں 202ھ میں سجستان کے علاقے میں ہوئی۔ مورخ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ یہ بصرہ کا ایک قریبہ ہے لیکن اکثر محققین کی رائے میں یہ قول درست نہیں، صرفت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ ہے بھی اس پر رد کیا ہے کہ ابن خلکان کو باوجود کمال تاریخ دانی اس میں غلطی ہو گئی اور صحیح یہ ہے کہ یہ بندکے پبلو میں واقعہ علاقہ سجستان کی طرف نسبت ہے جو سندھ کو اور برات کے مابین مشہور ملک ہے اور قندھار کے متصل واقع ہے۔

امام ابو داؤد⁶⁰ نے امام بخاری اور امام مسلم کے شیوخ سے علم دیت اصل کی ہے۔ آپ کے شیوخ میں امام مد بن نبل، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن معین، قتبیہ بن سعید اور محمد بن بشار جیسے مشاہیر محدثین شامل ہیں۔

امام مد بن نبل نے بھی ایک دیت امام ابو داؤد سے سنی ہے اور امام ابو داؤد اس پر فخر کیا کرتے تھے⁶⁰۔ محمد بن اسحاق صنعاوی اور ابراءم ربیٰ فرماتے تھے: "ابوداؤد کے لئے علم دیت کو اس طرح آسان کر دیا گیا ہے جیسا کہ صرفت داؤد کے لیے لوبے کو نرم کیا گیا تھا"⁶¹۔ ابو اتم بن نبان فرماتے ہیں: "كان أَدَائِمَةُ الدُّنْيَا فَقِهًا وَعِلْمًا وَفَطَأً وَنِسْكًا وَوَرْعًا وَاتِّقَانًا، جَمْعٌ وَصَنْفٌ وَذِبْعٌ عَنِ الْسَّنَنِ"⁶²۔ دین کی سمجھے، علم، یاداشت، زبد، اور ورع و تقوی کے اعتبار سے آپ اجلہ علماء میں سے تھے۔ آپ نے کتابیں تصنیف کی اور احادیث صحیحہ سے موضوع احادیث کو الگ کیا۔

کتاب کا تعارف ، خصوصیات اور اسلوب

امام ابو داؤد کی سب سے اہم اور معروف "کتاب السنن" ہے۔ یہ سنن ابو داؤد کے نام سے معروف ہے۔ چونکہ اس کتاب میں احادیث کو ابواب کی فہریت ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اس لئے یہ "سنن" کہلاتی ہے۔ اس کی ابتداء فہرست کی معروف ترتیب کے مطابق "کتاب الطہارۃ" سے کی گئی ہے اس کے بعد "کتاب الصلوۃ" اور "کتاب الزکوۃ" وغیرہ ہیں۔

⁵⁹ تعارف کے لئے دیکھئے: بستان المحدثین، ص 188، تاریخ بغداد، ج 9، ص 56، تذكرة الحفاظ، ج 2، ص 591، تہذیب التہذیب، ج 4، ص 151، شذرات الذهب، ج 3، ص 313، وفيات الأعيان، ج 2، ص 404.

⁶⁰ تہذیب التہذیب، ابن جر عقلانی، 151/4

⁶¹ تذكرة الحفاظ، ج 2، ص 591.

⁶² والہ سابق

امام ابو داؤد فرماتے ہیں: "میں نے آپ کی پانچ لاکھ احادیث لکھی اور ان سے اس کتاب کی احادیث کو منتخب کیا اور اس میں "صحیح" یا اس کے قریب قریب چار بزار آٹھ سو احادیث کو جمع کیا اور ان میں سے ایک انسان کے لئے یہ چار احادیث کافی ہیں⁶³۔ سنن ابو داؤد میں منجملہ دیگر خصوصیات کے ایک اہم خصوصیت "قال ابو داؤد" ہے۔ اس میں مصنف گھبی تو اختلاف رواۃ فی الاسناد (سنن کے روایوں میں اختلاف) کو بیان کرتے ہیں اور کبھی صرف تعدد طرق کو بیان کرتے ہیں۔ روایتوں کے تکرار سے کوئی کتاب خالی نہیں لیکن امام ابو داؤد نے الامکان تکرار سے بچنے کی کوشش کی ہے⁶⁴۔

ابل مکہ نے امام ابو داؤد سے ایک مکتب میں اس کتاب کے بارے میں کچھ سوالات کئے۔ امام ابو داؤد نے جواباً ایک تفصیلی خط ارسال کیا اور اس میں اس کتاب کی خصوصیات تفصیلاتحریرکی، ذیل میں ان میں چند اہم کا ذکر موجود ہے⁶⁵۔

الف: اس کتاب میں کسی متروک الحديث شخص سے کوئی روایت نہیں لی گئی ہے، اور اگر اس میں کوئی منکر روایت آگئی ہے تو امام ابو داؤد نے اس کامنکر ہونا بیان کر دیا ہے اور ایسا صرف اس صورت میں ہو گے جب کہ اس باب میں اس کے علاوہ اور کوئی روایت نہ تھی۔

ب: سنن ابو داؤد کی اکثر روایات صحابہ کرام سے لے کر بعد تک علماء و فقہاء اور ائمہ مجتہدین کی معمول بہار روایات ہیں۔

ج: امام ابو داؤد نے اس کتاب میں فقهاء امت کے مستدلالات کو جمع کیا ہے۔ یعنی مجتہدین اور فقهاء نے اپنے مسائل میں جن جن احادیث سے استدلال فرمائے۔ امام ابو داؤد نے وہ استدلالات اور دلائل اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ فقہی احادیث کا جتنا بڑا ذخیرہ اس کتاب میں موجود ہے وہ صحاح میں کسی کتاب میں نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ امام غزالی نے تصریح فرمائی ہے کہ ایک مجتہد کے لئے کتب احادیث میں صرف یہ ایک کتاب کافی ہے⁶⁶۔

سنن ابو داؤد کی شروع

۱۔ معلم السنن: یہ شرح سنن ابو داؤد کی سب سے قدیم شرح ہے جو مشہور محدث امام ابو سلیمان مدن بن محمد خطابی نے تصنیف کی ہے۔ مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع ہے۔ مطبعہ لب اور دارالکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

⁶³ وفيات الأعيان، ج، 2، ص، 404، غالیة المقصود شرح ابی داؤد، شمس الحق عظیم آبادی، ج، 1، ص، 33

⁶⁴ مطالعہ احادیث، ص، 560

⁶⁵ غالیة المقصود فی شرح سنن ابی داؤد، ج، 1، ص، 29

⁶⁶ ايضا نفس المصدر، ج، 1، ص، 30

۲۔ مرقة الصعود الى سنن ابی داؤد: یہ شرح علامہ جلال الدین سیوطی⁶⁷ کی تحریر کرده ہے۔

۳۔ غایة المقصود فی شرح سنن ابی داؤد: مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے ۳۲ جلدیں میں سنن ابی داؤد کی ایک نہایت مبسوط اور جامع شرح لکھی۔

۴۔ عن المعبد: یہ مولانا شمس الحق ثیانوی کی شرح ہے اور چار ضخیم جلدیں میں بندوستان اور بیروت سے شائع بوجکی ہے۔

۵۔ بذل المجبود فی حل ابی داؤد: یہ شرح بندوستان کے مشہور محدث مولانا خلیل احمد سہانپوری کی ہے مولانا زکریا کاندھلوی نے بعد میں اس شرح پر مزید واسی لکھے۔ یہ شرح بمع واسی کے دارالكتب العلمیہ، بیروت سے شائع بوجکی ہے۔

مثال اتباع ہوئی دین کے نام سے
سواس سے واضح فرمایا گیا کہ یہ لوگ خواہشات نفس کی پیر وی دین کے لباد ہے میں کرتے ہیں والیعا ذبالہ۔ سوان کا مقصد دراصل سننا اور ماننا سرے سے ہے ہی نہیں بلکہ ان کا اصل مدعما اپنی خواہشات کی تکمیل و پیروی ہے وہ جس طرح بھی ہو سکے البتہ اس پر لیل یہ لوگ دین کا لگا دینا چاہتے ہیں تاکہ اس کے پردے میں اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان کر سکیں۔

یہود میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے جب آپس میں زنا کا ارتکاب کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ ان کو سزا کیا دی جائے کیوں نہ تورات میں مذکور رجم کی سزا کو انہوں نے بدل کر اپنے طور پر کچھ اور ہلکی سزا ایں تجویز کر رکھی تھیں تو اس موقع پر انہوں نے آنحضرت سے فیصلہ کر وانا چاہا مطلب یہ تھا کہ اگر انہوں نے رجم کے علاوہ کوئی اور سزا دے دی تو بما ری تصدیق ہو جائے گی اور بمیں ایک سندمل جائے گئی، اور اگر انہوں نے رجم بھی کی سزا دی تو پھر اس کو بھی ماننا نہیں بلکہ اپنی خود ساختہ سزا ہی جاری کر دیں گے جو کہ امیروں کے لیے الگ تھی اور غریبوں کیلئے الگ اسی لیے انہوں نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اگر یہ سزا ملے تو تم مان لینا نہیں تو نہیں ماننا۔ (ان اوسمی هذفخنو انلم تو تو فاخذروا) اس پر آنحضرت نے انبی کے ایک عالم کو بلا کر اس کو قسم دے کر پوچھا کہ جو تورات ضررت موسی پر اتری تھی اس میں زنا کی کیا سزا تھی؟ تو اس نے کہا رجم تو آپ نے یہی سزا ان پر جاری فرمادی تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی⁶⁷۔

صلح بہر مال بہتر ہے

⁶⁷. ابو داؤد، کتاب الحدود، عمدة البيان في تفسير القرآن، ابو طبلہ مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، 2 ص 128

چنانچہ سنن ابو داود میں صرفت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا (ابغض الحال لى الله الطلاق)۔⁶⁸

جامع الترمذی

امام ترمذی کا تعارف⁶⁹: نام و نسب: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسی بن ضحاک السلمی الترمذی آپ کی کنیت ابو عیسیٰ اور وطن کی نسبت بوغی اور ترمذی ہے۔ امام ترمذی 209ھ کو ترمذ شہر کے مضائق میں دریائے جیحون کے کنارے واقع بوغ نامی قصبے میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے ترمذی کہلانے۔ آپ نے 13 یا 17 ربیع الاول 279ھ کو 70 سال کی عمر میں ترمذ میں وفات پائی۔

یہ امام بخاری کے سب سے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ خود امام بخاری سے ان کے ۷۰ ق میں تعریفی کلمات منقول ہیں۔ محدثین ان کو امام بخاری کا خلیفہ کہتے ہیں۔ ان کے افتخار کے لئے یہی کافی ہے کہ خود امام بخاری نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ امام ترمذی نے امام مسلم، ابو داود اور ان کے شیوخ سے بھی ۷۱ ادیث روایت کی ہیں۔ کوفہ، بصرہ، رئے، خراسان اور جاز میں طلب ۷۲ دیث کے لئے سالہا سال سفر کرتے رہے۔ ۷۳ حفظ و اتقان اور علم و فہم کے ساتھ بہت ہی خدا ترس تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت ان پر اتنا غالب تھا کہ روتے روتے آخر کار ان کی بینائی جاتی رہی۔⁷⁰

جامع ترمذی کا تعارف، خصوصیات اور اسلوب

جامع ترمذی ادیث صحیحہ کا ایک معروف اور غیر مختلف فیہ مجموعہ ہے۔ پوری امت نے بالاتفاق اسے صحاح سنتہ میں شامل سمجھا ہے۔ امام ذبیح فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے جامع ترمذی تالیف کرنے کے بعد اسے جاز، عراق اور خراسان کے علماء کے سامنے پیش کیا اور ان سب نے اس کو پسند کیا خود امام ترمذی کا قول ہے: "مَنْ كَانَ فِي بَيْتِهِ هَذَا الْكِتَابُ فَكَانَمَا فِي بَيْتِهِ نَبِيٌّ يَشَكِّلُ"۔ "جس کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو، گویا اس کے گھر میں ایک نبی ہے جو تکلم کر رہا ہے"۔⁷¹

یہ کتاب بیک وقت جامع بھی ہے اور سنن بھی، یعنی دیت کے آٹھواں ابواب: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، اشراط، کام اور مناقب اس کتاب میں موجود ہے۔

⁶⁸ ابو داود کتاب الطلاق باب فی کر ابیته الطلاق ، عمدة البيان فی تفسیر القرآن ، ابو طاہر مو لا نا محمد اسحاق خان المدنی ج، 2، ص 880

⁶⁹ تعارف کے لئے دیکھئے: بستان المحدثین 172، تذكرة الحفاظ ج، 2، ص، 633، سیر اعلام النبلاء، ج، 13، ص، 270، شذرات الذهب، ج، 3، ص، 327، فیفات الاعین، ج، 1، ص، 484.

⁷⁰ فاطت دیت ، خالد علوی، ص: 324

⁷¹ تذكرة الحفاظ ج، 2، ص، 635

بیں اور ابواب کی ترتیب فقہی طرز پر ہے۔ مجموعی □دیشی فوائد کے اعتبار سے اس کتاب کو تمام کتابوں پر فوقيت دی گئی ہے۔ اس میں "صحیح" اور "□سن" □ادیث کے علاوہ ضعیف، غریب اور معلل □ادیث بھی موجود ہیں اور ہر □دیش کے بعد اس کی نوع مثلاً صحیح، □سن، ضعیف، غریب اور معلل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب زیادہ اہم ہے⁷²۔

امام ترمذی □ادیث بیان کرنے کے بعد راویوں کے نام، القاب اور کنیت پر بھی بحث کرتے ہیں بالخصوص مشتبہ راویوں کا تعارف کرتے ہیں۔ اور جو راوی نام سے مشہور ہیں۔ ان کی کنیت اور جو کنیت سے مشہور ہیں ان کا نام بیان فرماتے ہیں تاکہ اشتباہ باقی نہ رہے نیز علم الرجال کے دیگر فوائد پر بھی جا جا بحث کرتے ہیں۔⁷³

جامع ترمذی کی ترتیب بہت عمدہ ہے اور دیگر کتب □دیش کی نسبت اس میں تکرار بہت کم ہے⁷⁴۔ باب سے متعلقہ □ادیث بیان کرنے کے بعد امام ترمذی فقہاء کے مذاباب اور آراء بھی ذکر کرتے ہیں یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو صاحح س्तه کی کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ ہر باب میں امام ترمذی ایک، دو یا تین □ادیث ذکر کرتے ہیں۔ اور ان □ادیث کا انتخاب کرتے ہیں جو عموماً دوسرے ائمہ نے ذکر نہیں کی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی "وفی الباب عن فلان وفلان" کہہ کر ان □ادیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جو اس باب میں آسکتی ہیں چنانچہ کئی علماء نے صرف امام ترمذی کی "وفی الباب" کی تخریج پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اگر □دیث طویل ہو تو امام ترمذی عموماً اس میں سے صرف وہ □صہ ذکر کرتے ہیں جو باب سے متعلق ہو۔ اس لئے ترمذی کی □ادیث مختصر اور چھوٹی ہیں۔

شah عبدالعزیز بنستان المحدثین میں لکھتے ہیں : "امام ترمذی کی جامع دیگر کتب □دیش سے درج ذیل وجوہات کی بنا پر □سن ہے۔"

۱۔ □سن ترتیب اور عدم تکرار ۲۔ مذاہب فقہاء اور وجہ استدلال کا

ذکر

۳۔ نوع □دیش بیان کرنا ۴۔ راوی کے اسماء، القاب، کنیت اور دیگر فوائد پر بحث کرنا"!⁷⁵

جامع ترمذی اور موضوع احادیث

⁷² لمحات فی المکتبۃ والبحث والمصادر، عجاج خطیب، ص: 173

⁷³ تحفة الـاـودی، ج 1، ص 355

⁷⁴ تحفة الـاـودی، ج 1، ص 355

⁷⁵ بنستان المحدثین، 173

علامہ ابن الجوزی نے موضوعات کبری میں ترمذی کی 23 دیت کو موضوع بتلایا ہے لیکن یہ قول درست نہیں ہے در حقیقت ابن جوزی اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ مشدیدیں۔ اور انہوں نے صحیح مسلم اور صحیح بخاری بروایت مادشاکر کی ایک ایک دیت کو بھی موضوع قرار دیا ہے لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ جامع ترمذی کی کوئی موضوع دیت نہیں ہے۔ علامہ سیوطی نے ترمذی کی ان تیس (۲۳) روایات کو درست قرار دیا ہے⁷⁶۔

جامع ترمذی کی شروح

۱۔ **عارضۃ الاخوذی بشرح جامع الترمذی:** مصنف: قاضی ابو بکر ابن العربی اندلسی (۵۴۳ھ)

یہ ترمذی کی مشہور شرح ہے، جس سے افاظ ابن جر جیسے ضرات نے بھی بکثرت استفادہ کیا ہے۔ یہ شرح مقدمین کے طریقے پر مختصر ہے لیکن بہت سے علمی فوائد پر مشتمل ہے۔ بعد کی شروح کے لئے مأخذ کی بیثیت رکھتی ہے۔ یہ شرح مکمل ہے اور مصر، بیروت وغیرہ سے چھپ چکی ہے⁷⁷.

۲۔ **شرح السندهی:** یہ علامہ ابو طیب سندهی گی تصنیف ہے اور مصر سے شائع ہو چکی ہے۔¹⁹

۳۔ **تحفة الاخوذی:** یہ شرح بندوستان کے مشہور محدث مولانا عبد الرحمن مبارک پوری کی تصنیف کردہ ہے۔

موجودہ دور میں یہ ترمذی کی سب سے بہترین شرح شمار کی جاتی ہے۔ پہلی جلد میں علوم دیت کے مباحث پر ایک عمدہ مقدمہ بھی اس میں شامل ہے۔ دارالفکر اور دارالكتب العلمیہ، بیروت سے دس جلوں میں شائع ہو چکی ہے۔ ان شروح کے علاوہ بھی ترمذی کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں، جن کی تفصیل تحفۃ الاخوذی جلد اول صفحہ 369 پر دیکھی جاسکتی ہے۔

تحریم طیبات کی ممانعت

سوابل ایمان کو خطاب کر کہ ارشاد فرما یا گیا کہ تم لوگ کہیں ان پا کیزہ چیزوں کو رام نہیں ٹھہرا دینا جو اللہ نے تمہا رے لیے لال فرما ؎ی بین کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کر دہ پا کیزہ چیزوں کو رام کرنا تقوی کا تقاضا نہیں بلکہ کفران نعمت اور نا شکری کے زمرے میں آتا ہے والعبا ذ بالله العظیم، صحیحین، صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں ضررت این عباس سے مروی ہے کہ صحابہ کرام میں سے بعض ضرات نے غلبہ شہوت سے بچنے کیلئے کہا کہ یہ گوشت نہیں کھا

⁷⁶ دیکھئے مقدمہ تحفۃ الاخوذی، ج، 1، ص، 365

⁷⁷ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: تحفۃ الاخوذی، ج، 1، ص، 368

ئیں گئے قطع شہوت کیلئے دوسرے فلاں فلاں کا م کر یہ گئے تو اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی⁷⁸.

بیو یوں کے درمیان عدل و مساوات سے مقصود و مراد؟

سوارشاد فرما یا گیا کہ تم لو گے اپنی بیویوں کے درمیان کبھی عدل اور برابری نہیں کر سکو گے اگر چہ تم اس کے رص بھی رکھو یعنی قلبی تعلق اور لگا و کے اعتبار سے سوبیو یوں جو عدل و مساوات پرما مو ر و مطلوب ہے اس مراد کے درمیان قوق کے اعتبار سے برابری ہے کہ قلبی لگا و کے اعتبار سے پس بیو یوں کے درمیان قلبی میلان کے اعتبار سے عدل و مساوات مراد نہیں کہ یہ چیز انسان کے بس میں نہیں اور جو چیز کسی کے بس میں نہ ہو اسکو اسکا مکلف نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پس اس سے پر ویزی اور دوسرے ملحد قسم کے لو گے تعدادزدواج کے مسئلے پر اپنے باطل موقف کے حق میں دلیل نہیں پکڑ سکتے جس طرح کہ وہ عام اور سادہ لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایسا کرتے ہیں انصاف کی شرط کے ساتھ مقیدہ مشروطہ ہے اور یہاں پر اس آیت کر یہاں سے معلوم ہوا کہ وہ انسان کے بس میں نہیں اگر چہ وہ اس کی رص بھی کرے لہذا تعدادزدواج کی اجازت نہیں لیکن ان لوگوں کا یہ استدلال درست نہیں بلکہ یہ محض ایک دھوکہ اور مغالطہ ہے اور یہاں لیے کہ اس لیے کہ یہاں جس عدل و مساوات کی نفی ہے اس سے مراد وہ قلبی لگاؤ ہے جو انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔ اور جو چیز کسی کے اپنے بس اور اختیار میں نہ ہو اس پر اسکی کوئی گرفت اور پکڑ نہیں ہو سکتی اسی لیے بنی اکرم اس بارے میں ارشاد فرماتے تھے "اللهم بذل قسمی فيما املک فلا تلمني فيما تلک ولا املک" (اے اللہ یہ میری تقسیم ہے ان امور میں جو میرے قبضہ و اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں یعنی قلبی میلان و رجان⁷⁹)

سنن ابن ماجہ

مصنف گاتعارف⁸⁰: نام و نسب: الحافظ الكبير المفسر ابو عبدالله محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ الرابعی۔

آپ کی پیدائش 209ھ/824ء میں ہوئی اور 22 رمضان 273ھ/18 فروری 84ء کو اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ ابن ماجہ نبی کریم ﷺ کی احادیث اور آثار جمع کرنے کی خاطر عراق، بصرہ، شام، کوفہ، بغداد، مکہ، مرات، مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ کے سفر کئے۔ آپ نے تفسیر، حدیث اور تاریخ میں مفید کتب تصنیف

⁷⁸ ترمذی، کتاب التفسیر، عمدة البيان في تفسير القرآن، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ص 187

⁷⁹ . باب ما جاء في القدر بين النساء ، ترمذی ، کتاب النکاح ، عمدة البيان في تفسير القرآن ، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج 1 ص 882

⁸⁰ تعارف کے لئے دیکھئے؛ بستان المحدثین، ص 198، تذكرة الحفاظ، ص 2/636، سیر اعلام النبلاء، 277/13، شذرات الذهب، 3/208، وفيات الاعيان، 4/279

فرمائی ہیں۔ تاہم آپ کو زیادہ شہرت ان کی کتاب "السنن" سے ملی۔ جس کا صحاح ستہ میں شمار ہوتا ہے مؤرخ ابن خلکان آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: "کان اماما فی الحديث، عارفاً بعلومہ و جمیع ما یتعلق بہ" ۸۱۔ آپ دیت، علوم دیت اور اس کے متعلقہ میں امام تھے۔

کتاب کا تعارف ، خصوصیات اور اسلوب

سنن ابن ماجہ ، صحاح ستہ میں آخری کتاب شمار ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ابوفضل محمد بن طابر (م 507ھ) نے اس کتاب کو صحاح ستہ میں شمار کیا تھا۔ متاخرین میں سے جلال الدین سیوطی ، عبدالغنی نابلسی ، عبدالغنی مجددی اور عام محدثین اور مصنفین اطراف و رجال نے اسے صحاح ستہ میں شمار کیا ہے اور یہی عام متاخرین کا فیصلہ ہے؛ لیکن ابن السکن ، ابن مندہ ، ابن الاثیر ، ابن صلاح اور امام نووی جیسے علماء اسے صحاح ستہ میں شمار نہیں کرتے بلکہ اس کے بجائے یا تو وہ صحاح خمسہ پر اکتفا کرتے ہیں اور یا بعض لوگ امام مالک کی موطا کو صحاح ستہ کے زمرے میں شامل کرتے ہیں ۸۲۔ جس کی وجہ اس کتاب میں شامل بعض "ضعیف" اور منکر دیت ہیں، بلکہ بعض روایات کے متعلق تو یہاں تک کہاگیا ہے کہ وہ موضوع ہیں ۸۳۔ جن علماء نے سنن ابن ماجہ کو موطا پر مقدم کیا ہے۔ اس کی وجہ کتب خمسہ کی نسبت اس میں موضوعات کی کثرت اور تنوع، ابواب کی سن ترتیب اور بہت سی زائد روایات کا موجود ہونا ہے۔ لیکن صحت اسناد اور قوت روایات کے اعتبار سے مسلمہ طور پر موطا کو سنن ابن ماجہ پر فوقیت دیت ہے ۸۴۔

سنن ابن ماجہ میں "ضعیف" یا "منکر" روایات کی تعداد ابوذر عہ زاری کے مطابق نیس سے زیادہ نہیں ۸۵ لیکن بعض لوگوں نے یہ تعداد 10 سے کچھ اوپر بتائی ہے ۸۶۔ فواد عبدالباقي کی تحقیق کے مطابق ان روایات کی کل تعداد 712 ہے ۸۷۔

سنن ابن ماجہ میں کل روایات کی تعداد: دیکھنے والے افظ ذبیح اور شاہ عبدالعزیز کے مطابق سنن ابن ماجہ میں 32 کتابیں ، 1500 ابواب اور 4,000 دیت ہیں ۸۸۔ فواد عبدالباقي کی تحقیق کے مطابق دیت کی کل تعداد چار بزار تین سو تریالیس (4343) ہے جن میں سے (3002) دیت تنوہ ہیں جو صحاح ستہ کی باقی پانچ کتابوں میں کلی یا جزوی طور پر موجود ہیں کتب خمسہ سے زائد دیت (1339)

⁸¹ وفیات الاعیان، 279/4

⁸² اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 677/1

⁸³ یضا، 678/1

⁸⁴ دیکھنے والے افظ ذبیح، صفائض الضوی دیت العدوی، 7/1

⁸⁵ سیر اعلام النبلاء، 278/13، بستان المحدثین، 198

⁸⁶ شروط الانتماء للسنة، ص 46، بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ، ج، 1، ص، 677

⁸⁷ سنن ابن ماجہ، تحقیق فواد عبدالباقي، 1519، 20

⁸⁸ سیر اعلام النبلاء، ج، 13، ص، 278، بستان المحدثین، ص 198

بیں۔ ان میں سے 828 محدث کے رجال نئے بیں اور یہ صحیح الاسناد محدث بیں۔ 199 محدث سن، 613 ضعیف محدث اور 99 انتہائی کمزور، منکر یا موضوع مذکور بیں۔⁸⁹

ابن ماجہ کا شمار سنن میں ہوتا ہے کیونکہ اس میں ابواب کو فقهاء کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا گیا ہے۔ تابہ کتاب الطہارۃ سے پہلے مقدمہ کے طور پر اتباع سنت، تعظیم محدث رسول ﷺ ایمانیات اور فضائل کے کچھ ابواب ذکر کئے ہیں جن کی تعداد چوبیس (24) ہے۔ ان ابواب میں مجموعی طور پر 266 محدث مذکور ہیں۔

بعض مقامات پر آپ نے محدث پر تعلیقات کی مدد سے بعض محدث کا درجہ معین کیا ہے اور بعض جگہ راوہ کے وال پر بحث کی ہے مثلاً "کتاب اللباس" میں "سالم عن ابیه" کی روایت "الاسبال فی الازار" ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قال ابو بکر: ما أغربه!"⁹⁰

سنن ابن ماجہ کی شروح

۱۔ الاعلام بسنة علیہ السلام: یہ شرح علاء الدین مغلطائی مختصر کی تحریر کردہ ہے، لیکن نامکمل ہے۔ کامل عویصہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ سے 5 جلوں میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ مصباح الزجاجة علی سنن ابن ماجہ یہ شرح مشہور محدث افاظ جلال الدین سیوطی کی تصنیف کردہ ہے۔ علی بن سلیمان نے "نور مصباح الزجاجة" کے نام سے اس کی تلخیص بھی کی ہے۔ دونوں شائع ہو چکی ہیں۔

۳۔ کفایة الحاجۃ فی شرح ابن ماجہ: تالیف ابوالحسن بن عبدالہادی السندی (1136/1724) یہ شرح اشیة السندی کے نام سے بھی معروف ہے۔ یہ شرح مکمل ہے۔ محدث کی تشریح، الفاظ کے مفہوم اور معانی کی وضاحت کے لئے بہترین شرح ہے۔ دار المعرفة بیروت لبنان سے پانچ جلوں میں شائع ہو چکی ہے۔ پانچویں جلد میں صرف فہارس ہیں۔

۴۔ رفع العجاجۃ: صحاح سنه کے مشہور اردو مترجم مولانا بدال زمان کی تحریر کردہ ہے۔ جو اردو ترجمہ سمیت شائع ہوئی ہے۔

بر قسم کی عبادت اللہ ہی کا مقتضی
سو عبادت کی بر قسم اور اسکی بر شکل اللہ و دھ لا شریک بی کا مقتضی جب
معبد و بی لا شریک ہے تو اسکا لا زمی تقاضا یہ ہے کہ عبادت و بندگی خواہ وہ
کسی بھی طرح کی ہو اور کسی بھی شکل میں ہو وہ اسی کا اور صرف اسی کا مقتضی

⁸⁹ سنن ابن ماجہ، تحقیق فواد عبدالباقي، 20، 1519

⁹⁰ دیکھئے: سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، ج، 2، ص، 464

ہے کہ معبود بر واق بھر مال وہی اور صرف وہی و دہ لا شریک ہے اسکے سوا کسی کیلئے بھی عبادت کی کوئی بھی شکل بجالا نا شرک ہو گا ، جو کہ ظلم عظیم ہے اور جو کہ نا قابل معافی جرم ہے کہ یہ بغاوت ہے جس کی معافی سچی تو ہے اور (اقلاع عن الشرک) کے بغیر ممکن ہی نہیں ، پس دست بستہ قیام ، جیسا کہ قیام صلوٰۃ میں بوتا ہے اسی کیلئے رکوع و سجود اسی کیلئے نذر و نیاز اسی کیلئے طواف و چکر اسی کیلئے غائبانہ اجت روائی اور مشکل کشائی اسی کی شان اور اسی کیلئے کی گئی تو یہ شرکیہ رکت ہو گئی آپ کا اسوہ سنہ یہ ہے کہ صرت ابن عباس ، رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا (ماشاء اللہ و شئت جو اللہ چاہئے اور آپ چاہیں تو آپ نے اس پر غصہ ہو کر اس شخص سے فرما یا (اجعلتی اللہ ندا؟ قل ما شاء اللہ و دہ) یعنی کہ تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ کہو ماشاء اللہ و دہ یعنی جو صرف اللہ چاہے ۹۱-(النسائی)

سنن النسائی

⁴ امام نسائی کا تعارف⁹²: نام و نسب: ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر الخراسانی القاضی.

آپ کی پیدائش 215ھ بمطابق 830ء میں خراسان کے شہر "نسا" میں ہوئی۔ آپ نے خراسان ، عراق ، جاز اور دیگر بلاد اسلامیہ کے مشہور محدثین قتبیہ بن سعید ، اسحاق بن راہبیہ اور هشام بن عمار جیسے مشاہیر محدثین سے علم دیت اصل کیا⁹³۔

امام نسائی نے ذوالقعدہ 302ھ بمطابق 914ء میں دمشق کا رخ کیا - دمشق پہنچنے پر لوگوں نے آپ سے صرت معاویہ کے فضائل کے بارے میں سوالات کئے - اپنی پسند کے جوابات نہ سن کر لوگوں نے آپ کو لہو لہان کر دیا۔ اس مال میں آپ کو اپنی خواہش پر فلسطین کے شہر رملہ لے جایا گیا اور ایک روایت کے مطابق انہیں مکہ مکرمہ پہنچایا گیا۔ جہاں پر آپ 13 صفر 303ھ بمطابق 915ء کو فوت ہو گئے - صفا و مروہ کے درمیان مدفون ہوئے۔

امام نسائی صحاح سنت کے مصنفین میں زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخری آدمی بیں لیکن کتاب کی اہمیت اور صحت کی ترتیب میں پانچوے یا چوتھے نمبر پر آتے ہیں۔ امام ذہبی⁹⁴ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: "تیسری صدی کے اختتام پر آپ سے بڑھ کر کوئی افاظ الحدیث موجود نہیں تھا۔ آپ حدیث کے مفہوم ، علل

⁹¹. عمدة البيان في تفسير القرآن ، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، 1، ص 76

⁹² تعارف کے لئے دیکھئے: بستان المحدثین ص 196، تذکرہ الحفاظ ج، 2، ص 698، تاریخ الادب العربي ، بروکلمن

ج، 3، ص 196، کشف الظنون، ج، 2، ص 33، اردو دائرة معارف اسلامیہ ج، 22، ص 186

⁹³ تاریخ الادب العربي ج، 3، ص 198

اور رجال الحدیث کے معاملہ میں امام مسلم، ابو داؤد اور ابو عیسیٰ الترمذی سے بڑھ کر تھے" 94۔

کتاب کا تعارف ، خصوصیات اور اسلوب

وجہ تالیف: امام نسائی نے ایک ضخیم کتاب "السنن الکبریٰ" کے نام سے تالیف کی۔ اس کتاب میں آپ نے صحیح وضعیف بر قسم کی احادیث کو جمع کیا جب آپ سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ تو امیر رملہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے، تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس میں سن اور صحیح دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔ امیر نے ان کے درخواست کی کہ میرے لئے ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں ایک مجموعہ مرتب فرمادیجئے۔ اس پر امام نسائی نے یہ کتاب تیار کی اور اس کا نام "مجتبی" رکھا۔ یہی کتاب اب "سنن نسائی" کے نام سے مشہور ہے 95۔

کتب سنن میں مبالغہ اور احادیث کے اعتبار سے سنن نسائی زیادہ مفصل اور جامع ہے۔ امام نسائی نے اس میں زندگی کے ہر پہلو سے متعلق چھوٹی چھوٹی جزئیات پر مشتمل احادیث بھی جمع کر دی ہیں۔ امام نسائی نے اس سب دستور کتاب السنن میں ہر نئے مبحث اور عنوان کو کتاب سے موسوم کیا ہے، سنن نسائی میں ایسی کل 51 کتابیں ہیں۔ جن میں 5761 احادیث مذکور ہیں 96۔

احادیث کی صحت اور رواۃ کے جرح و تعديل کے معاملے میں امام نسائی انتہائی سخت اور متشدد تھے۔ چنانچہ سعد بن علی الذنجانی فرماتے ہیں: "رجال کے معاملے میں امام نسائی کی شرائط امام بخاری اور مسلم سے زیادہ سخت ہیں" 97۔

امام نسائی بعض موقع پر احادیث بیان کرنے کے بعد احادیث کے الفاظ کا مفہوم بھی بیان کرتے ہیں کبھی کبھی کبھار احادیث میں موجود کسی مخفی علت کی نشاندہی کرتے ہیں اور بعض مواقع پر رواۃ پر بھی گفتگو کرتے ہیں 98۔

شرح نسائی

۱۔ زهر الربیٰ علی المجبیٰ : یہ شرح افظ جلال الدین سیوطیٰ کی ہے۔ احادیث کے معانی اور مطالب کو حل کرنے کے اعتبار سے تمام شروح میں سب سے بہتر ہے۔ مختلف جگہوں سے شائع ہو چکی ہے۔ مغرب کے ایک فقیہ علی بن سلیمان الدمناتی نے اس شرح کا ایک مختصر بھی تیار کیا ہے جو قابوہ سے 1399 میں طبع ہوا۔

94 سیر اعلام النبلاء ج، 14، ص، 133

95 بستان المحدثین، ص 197

96 اردو دانہ معارف اسلامیہ، ج، 22، ص، 187، تاریخ الادب العربي، ج، 3، ص، 196

97 سنن النسائي بشرح السيوطي و الشيه السندي، مقدمه، ج، 1، ص، 6

98 ايضاً، ص 7

۲۔ □ اشیہ السندی: ابو الحسن محمد بن عبدالهادی السندھی نے سنن نسائی پر ایک □ اشیہ تحریر کیا ہے۔ یہ 1355ھ میں قابوہ سے طبع ہو چکا ہے۔ دارالعرفہ بیروت سے سنن نسائی شرح زهرالربی اور □ اشیہ سندی سمیت پانچ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۳۔ ذخیرۃ العقبی بشرح المجبی: یہ سنن نسائی کی ایک انتہائی مبسوط اور تفصیلی شرح ہے جو دارالحدیث الخیریہ، مکہ مکرمہ کے مدرس محمد بن علی الایتوبی نے تحریر کی ہے۔ یہ شرح دارالمعراج الدولیہ، مکہ مکرمہ سے 1416ھ/1996ء میں چالیس(40) جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

۴۔ اسعاد الرائی: سید بن کسری سن نے سنن نسائی کی کتب خمسہ پر زائد روایات کو جمع کرتے ہوئے ایک کتاب تیار کی ہے جو "اسعدالرائی بافراد و زوائد النسائی علی الکتب الخمسة" کے نام سے بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

۵۔ صحاح سنه کے مشہور اردو مترجم و دیالزمان □ یدرآبادی نے "روض الربی عن المجبی" کے نام سے سنن نسائی کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا ہے۔

ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کا □ ق

سو عبادت کی ہر قسم اور اسکی ہر شکل اللہ و دہ لا شریک ہی کا □ ق ہے کہ جب معبد و بی لا شریک ہے تو اسکا لا زمی تقاضا یہ ہے کہ عبادت و بندگی خواہ وہ کسی بھی طرح کی ہو اور کسی بھی شکل میں ہو وہ اسی کا اور صرف اسی کا □ ق ہے کہ معبد بہر □ ق بہر □ مل و بی اور صرف و بی و دہ لا شریک ہے اسکے سوا کسی کیلئے بھی عبادت کی کوئی بھی شکل بجالا نا شرک ہو گا، جو کہ ظلم عظیم ہے اور جو کہ ناقابل معافی جرم ہے کہ یہ بغاوت ہے جس کی معافی سچی تو ہے اور (اقلاع عن الشرک) کے بغیر ممکن ہی نہیں، پس دست بستہ قیام، جیسا کہ قیام صلوٰۃ میں ہوتا ہے اسی کیلئے رکوع و سجود اسی کیلئے نذر و نیاز اسی کیلئے طواف و چکر اسی کیلئے غائبانہ □ اجت روانی اور مشکل کشائی اسی کی شان اور اسی کیلئے کی گئی تو یہ شرکیہ □ رکت ہو گئی۔ آپ کا اسوہ سنہ یہ ہے کہ □ ضریت ابن عباس، رضی اللہ عنہا۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا (ماشاء اللہ و شئت جو اللہ چاہئے اور آپ چاہیں تو آپ نے اس پر غصہ ہو کر اس شخص سے فرما یا (اجعلتنی اللہ ندا؟ قل ما شاء اللہ و دہ) یعنی کہ تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ کہو ماشاء اللہ و دہ یعنی جو صرف اللہ چاہئے۔⁹⁹

مؤطا امام مالک

⁹⁹ - عمدة البيان في تفسير القرآن، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، 1ص 76

مصنف گا تعارف¹⁰⁰: نام و نسب: ابو دالله مالک بن انس بن مالک بن ابی عامرین عمر و بن الحارث الاصبھی الحمیری۔ آپ کی تاریخ ولادت میں 90ھ سے 97ھ تک کے مختلف اقوال بیں۔ امام ذبیٰ نے امام مالک کے مشہور شاگرد یحییٰ بن بکیر کے قول کو اصح قرار دیا ہے جس کے مطابق آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں 93ھ کو ہوئی۔ جبکہ آپ کی وفات ربیع الاول 179ھ کو مدینہ منورہ میں چوراسی سال(84) کی عمر میں ہوئی اور بقیع میں مدفون بیں¹⁰¹۔ آپ دراز قادر خوبصورت جسامت کے مالک تھے اور انتہائی اعلیٰ سفید لباس زیب تن فرماتے تھے۔

امام مالک فقه اور دیت میں اہل دیت میں اہل جاز بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے امام بیں۔ امام شافعیؓ فرماتے ہیں: "جب علماء کا تذکرہ ہو تو امام مالکؓ ثریا کے مانند ہیں"¹⁰²۔ آپؓ سے والہانہ عشق اور عقیدت ہونے کی بنا پر مدینہ منورہ میں کسی جانور پر سواری نہیں کرتے تھے اور فرماتے ہیں: "میں اس جگہ کیسے سواری کروں جہاں آپؓ مدفون ہیں۔"

کتاب کا تعارف، خصوصیات اور اسلوب

"موطا امام مالک" دیت کے متداول اور معروف مجموعوں میں سب سے قدیم ترین مجموعہ ہے۔ اس سے پہلے بھی احادیث کے کئی مجموعے تیار ہوئے اور ان میں سے کئی ایک آج موجود بھی ہیں لیکن وہ مقبول اور متداول نہیں ہیں مؤطاكاشمار کتب دیت کے طبقات میں طبقہ اولی میں بوتابے¹⁰³۔ امام شافعیؓ فرماتے ہیں: "مَاعْلَى ظَهَرُ الْأَرْضِ كَتَابٌ بَعْدَ كَتَابِ اللَّهِ أَصَحُّ مِنْ كِتَابِ مَالِكٍ" 104۔ "رَوَى زَمِينٌ بِرَكَاتِ اللَّهِ كَمَا بَعْدَ مَوْطَأَ اِمَامِ مَالِكٍ سَرِّ زِيَادَهُ كَوْنَى صَحِيحَ كِتَابٍ مُوجَودٍ نَهِيْنَ" 105۔

محدثین کو مؤطاكی صحت کا اس درجہ یقین اصل تھا کہ امام ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں: "اگر کوئی شخص اس بات پر طلاق کا لف اٹھائے کہ مؤطاكی تمام احادیث صحیح ہیں تو وہ انشت نہیں ہوگا"۔ نواب صدیق سن خان صاحب ابو زرعہ

¹⁰⁰ تعارف کے لئے دیکھئے: البداية النهاية، ابن كثير، ج، 10، ص، 174، تذكرة الحفاظ، افظع شمس الدين ذبیٰ، ج، 1، ص، 207، سیر أعلام النبلاء، ذبیٰ، ج، 8، ص، 48، وفيات الأعيان، ابن حلکان، ج، 4، ص، 135، تاریخ التراث العربي، دکتور فواد سزگین، ج، 3، ص، 129.

¹⁰¹ تذكرة الحفاظ، ج، 1، ص، 212، معجم المؤلفین، عمر رضا کحال: ج، 9، ص، 3.

¹⁰² تذكرة الحفاظ، ج، 1، ص، 208.

¹⁰³ اوجز المسالک، محمد زکریا کاندبلوی، ج، 1، ص، 113، جة الله البالغة، شاہ ولی اللہ، ص، 230، تحفة الـ وذی، ج، 1، ص، 101 تا 110.

¹⁰⁴ اوجز المسالک، ج، 1، ص، 113.

¹⁰⁵ امام شافعی کا یہ قول صحیحین کے وجود میں آئے سے پہلے کا بے بخاری اور مسلم کے وجود میں آئے کے بعد اب محدثین قرآن مجید کے بعد پہلا درجہ بخاری کو دیتے ہیں۔

کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "و ایں وثوق و اعتماد بر دیگر کتب نیست"¹⁰⁶. یعنی اس طرح کا اعتماد اور یقین دیگر کتب پر نہیں ہے۔

□ ضرت شاہ ولی اللہ مؤٹاکے بارے میں لکھتے ہیں: "فقہ میں مؤطا امام مالک سے زیادہ کوئی مضبوط کتاب موجود نہیں ہے"¹⁰⁷.

احادیث کی تعداد: امام مالک نے مؤطا کی تکمیل کے بعد اپنی روایات کی تہذیب اور تنقیح برابر جاری رکھی، لہذا مختلف اوقات میں □ ادیث کی تعداد مختلف رہی۔ بقول شاہ ولی اللہ کے امام مالک نے مؤطامیں دس بزار □ ادیث جمع کیں اور پھر برابر اس کی تنقیح فرماتے رہے۔ ابو بکر ابہری فرماتے ہیں: "مؤطا کی تمام مرفوع، مقطوع اور موقف آثار کی تعداد 1720 ہے، جن میں سے 600 □ ادیث مسند، 222 مراسیل، 617 موقف اور 275 اقوال تابعین ہیں"¹⁰⁸۔

امام مالک نے مؤطا کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور اس میں صرف □ ادیث مرفوعہ متصلہ کا التزام نہیں کیا بلکہ فقہی مسائل کے لئے صحابہ کرام کے قضایا اور فتاویٰ اور اہل مدینہ کے اجتماعی عمل کو بھی کتاب کا □ صہ بنایا ہے۔

امام مالک کے زمانے میں چونکہ محدثین سند کا اس قدر ابتمان نہیں کیا کرتے تھے، لہذا مؤطا میں □ ادیث مرفوعہ کے ساتھ ساتھ مراسیل، منقطع روایات اور بلاغات¹⁰⁹ بھی موجود ہیں لیکن یہ تمام تر روایات (متصل، مرسلاً، منقطع اور بلاغات وغیرہ) صحیح ہیں۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ نے مؤطا کو صحیحین کے ساتھ ایک بی طبقہ میں شمار کیا ہے اور فرمایا: "اتفق اهل الحديث على أن جميع ما فيه صحيح على رأي مالك ومن وافقه، وأما على رأي غيره فليس فيه مرسلا ولا منقطع الا قد اتصل السند من طريق أخرى، فلا جرم أنها صحيح من هذا الوجه"¹¹⁰. یعنی مؤطا کی تمام روایات امام مالک، ان کے متبوعین اور دیگر ائمہ کے بقول صحیح ہیں کیونکہ اس کی تمام مرسلا اور منقطع روایات دوسری اسناد سے متصل ہیں۔

امام مالک کا طریقہ کار یہ ہے کہ باب کا عنوان ذکر کرنے کے بعد آپ پہلے مسند □ ادیث ذکر فرماتے ہیں، اس کے بعد اقوال صحابہ اور تابعین نقل فرماتے ہیں اور اکثر اوقات مسئلہ سے متعلق اپنی رائے کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

□ ضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ "جاننا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کی □ دیث سے خواہ وہ مسند ہویا مرسل نیز □ ضرت عمر کے اثر اور عبد اللہ بن عمر کے

¹⁰⁶ اتحاف النبلاء، نواب صدیق □ سن خان، ص 165

¹⁰⁷ مقدمۃ المصنفی شرح المؤطا، امام شاہ ولی اللہ، ص 1

¹⁰⁸ مقدمۃ المصنفی شرح المؤطا، ص 9

¹⁰⁹ مرسلاً وہ روایت جس میں راوی صحابی کا ذکر نہ ہو، منقطع: جس میں صحابی کے بعد کار اوی ذکر نہ ہوا اور بلاغات جن کی کوئی سند نہ ہو

¹¹⁰ جۃ اللہ البالغہ، ص 281

عمل سے استدلال کرنا اور صحابہ اور تابعین کے فتاویٰ سے اخذ کرنا خصوصاً جبکہ ان تابعین کی ایک جماعت کسی مسئلہ پر متفق ہو، امام مالک کا اصول ہے¹¹¹.

مؤٹاکے نسخے: موٹاکے کئی نسخے ہیں۔ آج کل جو نسخہ متداول اور مشہور ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ الصمودی اندلسی¹¹² (2341) کا ہے جو سرا نسخہ مؤٹا امام محمدؐ کے نام سے مشہور ہے یہ امام محمدؐ نے امام مالک سے سن کر قلمبند کیا ہے۔ لیکن اس میں امام محمدؐ نے ان آثار صحابہ و تابعین کا اضافہ کیا ہے۔ جو نفیہ کے مستدل ہیں۔ □ ضرط شاہ صاحب نے مؤٹا کے مزید سولہ نسخوں کا ذکر کیا ہے¹¹³.

المستدرک الحاکم

مصنف¹¹⁴ کا تعارف: نام و نسب : ابو عبدالله الحاکم محمد بن عبد الله بن محمد بن مدویہ بن نعیم النیسابوری

امام اکم نیشا پور کے ربپے والے تھے اور اپنے زمانے میں ابن البیع کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کی پیدائش 321ھ میں بونئی جبکہ وفات ماه صفر 405ھ میں ہوئی۔ آپ نے دینی اور علوم دینی میں کمال مہارت حاصل کی۔ تھی کہ اس زمانے میں یہ قول مشہور ہو گیا تھا کہ چار فاظ دینی دینی دینی دینی دینی دارقطنی، مصر میں عبدالغنی، اصفہان میں ابن منده اور نیشاپور میں امام اکم¹¹⁵۔ اکثر مترجمین نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ تشیع کی طرف مائل تھے۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں: "امام اکم ثقہ تھے اور تشیع کی طرف مائل تھے"¹¹⁶۔ □ ضرط شاہ عبدالعزیز اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس جگہ تشیع کے معنی یہ ہے کہ آپ ضرط علی کو ضرط عثمان پر فضیلت دینے کے قائل تھے اور یہ ابل علم میں سے ایک جماعت کا مذہب ہے"¹¹⁷۔

مستدرک کا تعارف، خصوصیات اور اسلوب¹¹⁸

تصنیف کا سبب

امام اکم مستدرک کے خطبے میں اس کی تصنیف کا سبب بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "ائمۃ المسلمين میں سے امام بخاری اور امام مسلم نے دادیث صحیحہ

¹¹¹ اوجز المسالک ج، 1 ص، 115

¹¹² بستان المحدثین، شاہ عبدالعزیز، ص 24

¹¹³ تفصیلی تعارف کے لئے دیکھئے: بستان المحدثین، 75، تذكرة الحفاظ، 3، ص، 1039، تاریخ بغداد، ج، 5، ص، 473، سیر اعلام النبلاء، ج، 17، ص، 162، شذرات الذهب، ج، 5، ص، 33، وفيات الاعیان، ج، 4، ص، 280،

¹¹⁴ بستان المحدثین، 75

¹¹⁵ تاریخ بغداد، ج، 5، ص، 473

¹¹⁶ بستان المحدثین، 75

¹¹⁷ مستدرک کی تعریف کے لئے دیکھئے: صفحہ نمبر 25

کی کتابیں مرتب فرمائی اور ان کتابوں کا دنیا میں بہت چرچا ہوا۔ ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ بات نہیں کی ہے کہ ان کی ذکر کردہ ڈیٹ کے علاوہ کوئی "ڈیٹ صحیح" نہیں ہے لیکن بمارے دور کے بعض ڈیٹ کے ضرورت یہ کہہ کر سب وشتم کرتے ہیں کہ ڈیٹ صحیح کی تعداد 10,000 سے زیادہ نہیں ہے۔ اور یہ اسانید جو بزار یا کم و بیش اجزاء پر مشتمل ہیں سب سقیم اور غیر صحیح ہیں۔ لہذا بعض اہل علم نے مجہ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھوں، جس میں وہ ڈیٹ جمع کی جائیں جن کی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو"¹¹⁸۔ امام اکم نے اس کتاب کا نام "المدخل الى الصحيح" رکھا ہے لیکن امام اکم کی یہ کتاب "المستدرک على الصحيحین" کے نام سے مشہور ہوئی۔

اکثر محدثین کی رائے میں امام اکم ڈیٹ کی تصحیح کے سلسلے میں متساہل ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں: "اقط ابو عبدالله الحاکم نے مستدرک صحیحین کے علاوہ ان ڈیٹ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا جو کہ دونوں (امام بخاری اور امام مسلم) کی شرائط کے مطابق ہو یا کسی ایک کی شرائط کے موافق ہو، یا یہ کہ وہ ڈیٹ صحیح ہو اگرچہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرائط پر بھی پورا نہ اترتی ہو۔ بعض دفعہ آپ سہواً ایسی ڈیٹیں بھی ذکر فرمادیتے ہیں جو کہ صحیحین میں موجود ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ایسی ڈیٹ بھی ذکر فرمادیتے ہیں جو کہ "صحیح" نہیں ہوتی، تاہم ان پر تنبیہ کر دیتے ہیں لیکن ڈیٹ کی تصحیح کے بارے میں وہ متساہل ہیں"¹¹⁹۔

ابو سعید مالینی نے مستدرک اکم کے بارے میں د سے تجاوز کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے مستدرک کو اول سے آخر تک دیکھا ہے مگر ایک ڈیٹ بھی بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق نہ پائی¹²⁰۔

امام ذبیحی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ بات غلو اور اسراف پر مبنی ہے۔ انصاف یہ ہے کہ مستدرک میں بہت سی ڈیٹیں بخاری اور مسلم دونوں یا ان میں ایک کی شرط کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ بلکہ غالباً گمان یہ ہے کہ بقدر نصف کتاب اسی قسم سے ہو اور چوتھائی کے بقدر ایسی ہو کہ بظاہر اس کا اسناد درست ہے لیکن ان دونوں کی شرط کے مطابق نہیں ہے اور باقی ربع کے بقدر روایات اور منکرات بلکہ محض موضوعات سے ہے"¹²¹۔

امام ذبیحی نے اس کتاب کی تلخیص کر کے امام اکم کی غلطیوں پر تنبیہ کیا ہے۔ یہ تلخیص مستدرک کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ جب تک ڈیٹ کے بارے میں وہ

¹¹⁸ المستدرک على الصحيحین، امام اکم، دارالكتاب العربي، بيروت، بدون تاريخ، ج، ص، 2، 3

¹¹⁹ تدريب الراوى، سبوطي، دارالكتاب العربي، بيروت، 1419 هـ، ج، 1، ص، 144

¹²⁰ ايضاً

¹²¹ سیر اعلام النبلاء، ج، 17، ص، 175

صحت کی تصدیق نہ کر دے اس وقت تک محضر امام کی تصحیح کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ ابو عبداللہ من مقبل بن بادی نے مزید تحقیق کر کے افظ ذہبی کی تلخیص پر کچھ اضافات بھی کئے ہیں جو کہ مستدرک کے ساتھ دارالحرمین ، القابره سے شائع ہو چکی ہے۔

سورہ بقرہ کی جامعیت اور عظمت شان کا ذکر و بیان
سو سورہ بقرہ ایک عظیم الشان اور بے مثال سورت ہے اور یہ قرآن پاک کی سب سے بڑی اور سب سے جامع سورت ہے۔ اور دیت شریف میں اس کو قرآن کریم کی "سُنَّةٍ" یعنی "کوبان" قرار دیا گیا ہے¹²²۔

مسند امام احمد بن نبل

مصنف کا تعارف¹²³ بنام ونسب: ابو عبدالله احمد بن محمد بن نبل بن هلال بن اسد الذہلی الشیبانی۔

آپ کی پیدائش ربیع الاول 164ھ/870ء کو بغداد میں ہوئی، آپ عالم اسلامی کی نہایت اولوالعزم شخصیات میں سے تھے اور اسلام کے تاریخی ارتقاء اور جدید ایاء پر آپ کافی اثر پڑا ہے۔ آپ اہل سنت کے چار مذاہب میں سے مذہب نبلی کے بانی ہیں۔

بغداد میں علم لغت، فقه اور دیت کی تعلیم پانے کے بعد انہوں نے 179ھ میں عراق، جاز، یمن اور شام کے اسفار شروع کئے اور بشربن المفضل ، سفیان بن عیینہ، یحیی بن سعید القطنان ، ابو داؤد الطیاسی، امام ابو یوسف اور امام شافعی سے دیت روایت کی۔ جبکہ ان سے امام بخاری ، مسلم ، ابو داؤد جیسے اجھے محدثین سے دیت روایت کی۔ امام شافعی فرماتے ہیں: "میں اس عالم میں بغداد سے نکلا کہ وہاں احمد بن نبل سے کوئی بڑا فقیہ، عالم یا صاحب فضیلت شخص موجود نہ تھا"۔¹²⁴

خلیفہ مأمون کے زمانے میں مسئلہ "خلق قرآن" کے سلسلہ میں آپ کو سخت آزمائش اور ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ اپنے صحیح مسلک پر ایک چٹان کی طرح قائم رہے۔ امام احمد بن نبل کا انتقال مختصر عالت کے بعد بروز جمعہ 12 ربیع الاول 261ھ بمطابق جولائی 855ء کو ہوا۔ امام احمد بن نبل نے کئی کتابیں تصنیف کی لیکن ان سب میں زیادہ شہرت اور قبولیت ان کی جمع کردہ مجموعہ دیت "المسند" کو ہوئی۔

¹²² - مستدرک امام، ص، 25،

¹²³ - تعارف کے لئے دیکھئے: ابن نبل یا نبلہ و عصرہ، ابو زیرہ، تاریخ بغداد، ج، 4، ص، 412، تذکرہ الحفاظ، ج،

ص، 431، سیر اعلام النبلاء، ج، 1، ص، 177، اردو دانشہ معارف اسلامیہ، ج، 2، ص، 61

¹²⁴ تذکرہ الحفاظ، ج، 2، ص، 432

کتاب کا تعارف، خصوصیات اور اسلوب

مسند مد بن نبیل ان احادیث کا مجموعہ ہے جن کو امام مد نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے 180ھ میں اس مسند کی کتابت کا آغاز کیا۔ لیکن اپنی زندگی میں اس کتاب کو مرتب اور جمع نہ کر سکے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ نے اس کتاب کے کثیر مواد کو جمع کیا اور اس میں خود بھی کچھ اضافے کئے۔ عبداللہ بن مد کے بعد ان کے شاگرد ابوبکر القطیعی نے اسی مدونہ نسخے میں کچھ اور اضافے کر کے اسے اگرے منتقل کیا۔¹²⁵

مقدمین کے مجموعوں میں سے یہ سب سے بڑا اور جامع مجموعہ ہے۔ اس میں تیس ہزار سے زائد احادیث ہیں۔ جواہارہ مختلف مسانید میں تقسیم ہیں۔ ان احادیث کا انتخاب سات لاکھ پچاس بزار (50,000، 7) روایتوں سے کیا گیا ہے۔¹²⁶ اس کتاب کی احادیث میں "صحیح، سن، اور ضعیف" تینوں انواع موجود ہیں۔ امام سیوطی فرماتے ہیں: "اس کتاب کی تمام احادیث مقبول ہیں اور اس کی ضعیف احادیث سن کے قریب قریب ہیں"۔¹²⁷ مسند مد کی ایک بڑی خصوصیت اس کی تلاشیات ہیں۔ محدثین کے مطابق اس میں تین سو (300) ثالثی احادیث ہیں۔¹²⁸

اس عظیم الشان مجموعہ میں احادیث کو مضامین کے اعتبار سے ترتیب نہیں دیا گیا، جیسا کہ صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی ترتیب ہے، بلکہ انہیں سب سے پہلے راوی کے نام کے تحت جمع کیا گیا۔ اس اعتبار سے اس کتاب میں کئی مخصوص مسند پہلو بہ پہلو موجود ہیں۔ مثلاً مسند ابی بکر، مسند عمر وغیرہ۔ اسانید کی ترتیب سے علمی دیانت کا ثبوت ملتا ہے لیکن وہ لوگ جنہیں یہ احادیث فقط نہ ہوں، اس ترتیب کی وجہ سے بہ مشکل اس کتاب سے کام لے سکتے ہیں۔

عبدالمنان عمر نے فہری ابواب کی ترتیب سے اسے ازسرنو مرتب و مدون کیا ہے۔ جس سے یہ پوری "مسند" "جامع" کی شکل میں آگئی ہے۔ اسی طرح موجودہ دور کے مد عبدالار من البنا (الساعاتی) نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کرتے ہوئے سند کو ذذف کیا اور صرف راوی صحابی کا نام چھوڑ دیا، احادیث تخریج اور تشریح کی اور عبداللہ بن مد کے زوائد کی طرف بھی اشارہ کیا۔ آپ نے اس کو "الفتح الربانی" لترتیب مسند الامام مد بن نبیل الشیبانی کا نام دیا اور اس کتاب کو سات اقسام "قسم التوید وأصول الدين، قسم الفقه وغيره" میں تقسیم کیا۔ چوبیس (24) جلدوں میں داریاء التراث العربی بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔¹²⁹

¹²⁵ دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج، 2، ص 64، نیز کتاب "ابن نبیل" یا تہ صدر، ص 185

¹²⁶ بستان المحدثین، ص 56

¹²⁷ لمحات فی المکتبہ والبحث والمصدر، ص 185

¹²⁸ تحفة الـوذی، ج 1، ص 249

¹²⁹ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج 2، ص 64

دکتور ڈاکٹر شاکر نے اس کتاب کو ڈاہیت کی تخریج، موضوعات کی فہارس اور دیگر تعلیقات کے ساتھ مرتب کرنا شروع کیا لیکن وہ اس کو مکمل نہ کر پائے۔ ان کی تحقیق کے ساتھ یہ کتاب 20 جلدیں میں قابوہ سے شائع ہو چکی ہے۔ شعیب الارناوی، عادل مرشد، محمد نعیم العرسوسی اور ابراہیم الزیبق نے بھی اس کو از سرنو مرتب کیا۔ ان کی تحقیق کے ساتھ یہ کتاب پچاس (50) مجلدات میں مؤسسة الرسالۃ بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

سنن الدارمی

مصنف کا تعارف¹³⁰: نام و نسب: ابو محمد عبدالله بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام التمیمی الدارمی۔

آپ کی پیدائش سمرقد میں 181ھ/797ء میں ہوئی۔ آپ نے اپنے زمانے کے مشاہیر محدثین جیسے نصرین شمیل اور یزید بن ہارون وغیرہ سے ڈیٹ کی تعلیم ڈالی۔ امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے ان سے ڈاہیت روایت کی ہیں۔

امام ابو ڈاتم گان کے بارے میں فرماتے ہیں: آپ اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپ سمرقد کے قاضی مقرر ہوئے لیکن ایک بھی فیصلہ دینے کے بعد اس عہدے سے مستعفی ہوئے۔ عرفہ کے روز 255ھ/869ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: "کان ڈالحافظ والرالین، موصوفاً بالثقة والورع والزهد وکان على غایة العقل وفي نهاية الفضل" ¹³¹۔ آپ ڈافظ ڈیٹ، ڈیٹ کی خاطر سفر کرنے والے، ثقہ، پربیزگار، اور زاہد تھے، اور عقل اور فضیلت کے انتہا پر تھے۔"

کتاب کاتعارف، خصوصیات اور اسلوب

مسند الدارمی ڈیٹ کے معتبر ترین مجموعوں میں سے ہے۔ ¹³² کہ بعض محدثین نے ابن ماجہ کی جگہ اس کو صحاح ستمہ میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ ڈافظ علائی فرماتے ہیں: "بجائے سنن ابن ماجہ کے مناسب یہ ہے کہ دارمی کی کتاب پانچوں کتابوں کے ساتھ مل کر چھٹی کتاب ہو، کیونکہ اس میں ضعیف راوی کم اور منکر و شاذ ڈیٹیں نادر ہیں اور اگر چہ اس میں ڈاہیت مرسلہ و موقوفہ موجود ہیں، تاہم وہ سنن ابن ماجہ سے زیادہ بہتر ہے" ¹³²۔

لیکن محدثین کے نزدیک ابن ماجہ کو صحاح ستمہ میں شامل کرنے کی وجہ سن ترتیب اور وجودت وضع ہے۔ لہذا صحت کے اعتبار سے اگر چہ موطأ امام

¹³⁰ تعارف کے لئے دیکھئے: الأعلام للزر کلے ج، 4 ص، 95، تاریخ بغداد ج، 10 ص، 29-32، تذکرہ الحفاظ ج، 2 ص، 536-534، سیر اعلام النبلاء، ج، 12 ص، 224، شذرات الذهب ج، 3 ص، 242.

¹³¹ تذکرہ الحفاظ ج، 2 ص، 535.

¹³² فتح المغیث، ج، 1 ص، 100.

مالک یا دارمی کو اس پر فوقیت اصل ہے لیکن بیشتر محدثین نے اسی کو صحاح سنتہ میں شامل سمجھا ہے۔

اس کتاب کا اصل نام "سنن الدارمی" ہے جبکہ بعض لوگ اسے "مسند الدارمی" کہتے ہیں، لیکن یہ مسند نہیں ہے جیسا کہ امام سیوطی نے بھی صراحت کی ہے: "مسند الدارمی مسند نہیں، بلکہ وہ ابواب پر مرتب ہے" جبکہ بعض لوگوں نے اسے "صحیح الدارمی" کے نام سے بھی¹ موسوم کیا ہے¹³³۔

سنن دارمی فقہی ابواب کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے، اس میں کل تین بزار پانچ سو ستاؤں (3557) ادیث ہیں۔ جو چودہ سو آٹھ ابواب میں تقسیم کی گئی ہے¹³⁴۔ سنن دارمی کی ایک بڑی خصوصیت اس کی ثلاثیات ہیں۔ محققین کے بقول اس کتاب میں پندرہ ثلاثی ادیث ہیں¹³⁵۔

مثلاً سورۃ کہف کی آخری آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ (فَلَمَّا آتَاهُ اللَّهُ كُلَّهُمْ يُؤْمِنُ إِلَيْهِ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَّا إِذْنُهُ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلَيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ لَدُلَّا³) آپ کہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (۱) (باں) میری جانب وہی کی جاتی ہے کہ سب کا معبد صرف ایک ہی معبد ہے، (۲) تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت (۳) میں کسی کو شریک نہ کرے)۔ سو وہی کے اس شرف و امتیاز کی بنا پر میرا مرتبہ و مقام سب سے بڑھ گیا ورنہ اپنی اصل کے اعتبار سے میں تم ہی جیسا ایک بشر اور انسان ہوں۔ اس کے علاوہ دارمی میں بشریت پیغمبر ﷺ کی اس حقیقت صادقه کا واضح طور پر اعلان فرمایا گیا ہے۔ «ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب لہ¹³⁶ (یعنی اے لوگو سوائے اس کے نہیں کے میں ایک بشر ہوں ہو سکتا ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیامبر آجائے اور میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں۔

ریا کارانہ اعمال کے ضیاع کی تمثیل

سو اس سے اپنے اعمال کو ریاکاری وغیرہ کے ذریعے ضائع کر دینے والوں کی تمثیل پیش فرمائی گئی ہے۔ بڑھاپے کی مالت زار اور اس سے درس عبرت و بصیرت لینے کی ضرورت ہے جس کے باعث ایسا انسان کمانے اور محبت کرنے کے قابل بھی نہ رہے، کہ اس کی قوت و شباب کا دور گزر چکا ہو۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنی رحمت بھری تعلیمات میں اپنی امت کو بڑھاپے کی عمر میں وسعت رزق کے لیے خاص دعاء کی تعلیم و تلقین بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ مستدرک ماتم کی روایت کے مطابق اس بارے میں آپ ﷺ کی دعاء اس

¹³³ تدريب الراوى، ج، 1، ص، 173

¹³⁴ بستان المحدثين، ص 79

¹³⁵ فتح المنان شرح سنن الدارمی، ابو عاصم نبیل، ج، 1، ص، 107، تحفة الـوذی، ج، 1، ص، 249، 24

¹³⁶ سورۃ الكہف ، 110:18

¹³⁷ دارمی ص، 424

طرح منقول ہے ﴿اللهم اجعل اوسع رزقك على عند كبر سنى وانقضائ عمرى﴾ (اے اللہ ، مجھے اس وقت خاص طور پر اپنے رزق کی وسعت سے نوازا جب کہ میرا بڑھا پ آجائے ، اور میری عمر گزر جانے کو ہو جائے۔¹³⁸

نتائج مقالہ

یہ تفسیر جہاں بہت سی خوبیوں کی ہے وباں بشری فطرت کے عین مطابق بہت سی سلبی پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے جہاں تک اس کے مثبت پہلو کا تعلق ہے تو ان میں سے کچھ یہ بیں :

- 1- اس تفسیر میں تمام تفسیری مصادر کو مد نظر رکھا گیا ہے جن میں ابو طاہر مولانا اسحاق خان المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے منبع پر مکمل تحقیق کے لیے یہ صفحات ناکافی ہیں ۔
- 2- تفسیر کے مقامات علوم القرآن میں ایک عمدہ اضافہ ہے ۔
- 3- تفسیر محض نقول پر مشتمل نہیں بلکہ ان نقول میں مفسر کی جانب سے تعلیق ، تنقید ، اضافہ ، تنبیہ ، اور تنقید کے پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے ۔
- 4- تفسیر عمدۃ البیان مختلف علوم و فنون مثلاً علوم القرآن ، علوم عربیہ ، علوم بلاغت کی تطبیق کے علاوہ فقه ، اصول فقه ، مقاصد شریعت ، جدید علوم ، لطائف ، دفائق اور حکمتون پر مشتمل ایک ہے ۔

جہاں تک اس تفسیر کے سلبی پہلوؤں کا تعلق ہے تو وہ مندرجہ ذیل ہیں :

- 5- مفسر نے اسرائیلیات کو نقل کیا گو کہ ان پر تنقید بھی کی گئی لیکن بہر طور اسرائیلیات پر اعتماد تفسیر کے سلبی پہلو کو اجاگر کرتا ہے ۔
- 6- تفسیر کی مباحث میں تقریری انداز اس قدر زیادہ ہے کہ بسا اوقات قاری کو عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن کے تفسیر بننے کا سامنہ نہیں رہتا ۔

وashi و والہ جات

ن۔ محمد اسحاق خان المدنی، نعمت القرآن اور اس کے تقاضے، راولپنڈی: ایس پی پرنٹرز، ط: ۲، ۲۰۰۷، ص: ۹۸-۸۷۔ محمد اسحاق خان المدنی، تحفة العلوم و الحكم بشرح خمسين من جوامع الكلم، راولپنڈی: ایس ٹی پرنٹرز، ط: ۳، ۲۰۰۱ء۔ اکثر اصطلاح فیوض الرّمَن، مشاپیر علماء، لاہور: فیظ پریس، ج: ۲، ص: ۶۲۵۔

138۔ مستدرک اکم ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ، عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن ، ج ، ۱ ، ص 443،

- ايضاً، ص: ۹۸۸۴۔ المدنی، محمد اسحاق خان، تحفة العلوم و الحكم بشرح خمسين من جوامع الكلم، راولپنڈی: ایس ٹی پرنسپر، ط: ۳، ۲۰۰۱ء، فیوض الرّمَن، مافظ، ڈاکٹر، مشاہیر علماء، لاپور: فیظ پریس، ج: ۲، ص: ۶۳۵
- محمد اسحاق خان المدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص: ۹۱۔
- iii
- ايضاً: ص: ۸۷۔
- iv
- ايضاً: ص: ۸۷۔
- مفسر علام کے بارے میں یہ معلومات انٹرویو کے ذریعے سے اصل کی گئی ہے۔^{vii}
- محمد اسحاق خان المدنی، نعمت قرآن اور اس کے تقاضے، ص: ۸۹، ۸۸۔
- vii
- ابن خلکان ، مد ، ابو العباس: وفیات الاعیان وابناء ابناء الزمان : دار صادر بیروت ۱۹۷۲ء: ص ۲ / ۲۲۳
- vii
- ابن حجریر ، طبری ، دارالکتب العلمیہ بیروت ، ج، ۱، ص: ۸۸
- الذهبی ، محمد سین: التفسیر والمفسرون: ص ۲۱۴
- vii
- سورۃ النحل ، ۱۶: ۷۱
- vii
- عمدة البيان فی تفسیر القرآن، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۶، ص، ۶۴۷
- vii
- خازن اور معالم وغیرہ
- vii
- الذهبی ، محمد سین: التفسیر والمفسرون: ص ۲۲۱
- vii
- سورۃ البقرة ، ۲: ۴
- vii
- ابن کثیر ، المراغی ، المحاسن ، الصفوۃ
- vii
- اصول تفسیر و تاریخ تفسیر از ڈاکٹر عبد الحمید خان عباسی ، ص ، ۲۵۵
- vii
- جلالین) عمدة البيان فی تفسیر القرآن ، ابو طاہر مو لانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۱، ص: ۵۰
- vii
- الذهبی ، محمد سین: تاریخ تفسیر والمفسرون: ص ۳۳۷
- vii
- السیوطی ، جلال الدین ، عبدالرّمان: طبقات المفسرین؛ مکتبہ وہبہ القابرہ: ۱۳۹۶ھ: ص ۴۱
- vii
- سورۃ آل عمران ، ۳: ۹۷
- vii
- سنن ترمذی: ابواب الحج ، باب ج اور عمرے کاثواب ، عن عبد الله رضی الله عنہ
- vii
- م Hasan ، کشاف ، مدارک وغیرہ
- vii
- عمدة البيان فی تفسیر القرآن ، ابو طاہر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج ، ۲، ص ، ۶۵۹
- vii
- الذهبی ، محمد سین: تاریخ تفسیر والمفسرون: ص ۳۹۲
- vii
- روح ، ابن کثیر ، قرطبی ، کبیر ، راغب اور محاسن التاویل ، وغیرہ
- vii
- العسقلانی ، ابن جر ، مد: الدرر الکامنة فی أعيان المأة الثامنة: ص ۳۰۲/۴
- vii
- مناهج المفسرین ، ص ، ۱۹۰
- vii
- سورۃ القصص، ۲۸: ۶۲
- vii
- عمدة البيان فی تفسیر القرآن ، ابو طاہر محمد اسحاق خان المدنی ، ج ، ۴، ص ، ۷۲۸
- vii
- تاج الترایم ص ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، الاعلام ج ، ۴، ص ، ۶۷
- vii
- اصول تفسیر و تاریخ تفسیر از ڈاکٹر عبد الحمید خان عباسی ، ص ، ۲۵۵
- vii
- (المدارک) عمدة البيان فی تفسیر القرآن ، ابو طاہر مو لانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۲، ص: ۸۹
- vii
- شذر ات الذہب ج ، ۶ ص ۱۲۱ ، طبقات المفسرین از داؤدی ص ، ۱۷۸
- vii
- التفسیر والمفسرون ج ، ۱ ص ، ۲۹۴
- vii
- التفسیر و المفسرون ج ، ۱ ص ، ۲۹۶ ، تاریخ افکارو علوم اسلامی ج ، ۱ ص ، ۲۷۲
- vii
- التفسیر و المفسرون ج ، ۱ ص ، ۳۰۰
- vii
- (خازن) عمدة البيان فی تفسیر القرآن ، ابو طاہر مو لانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۲، ص: ۷۶

القرطبي، ابو عبد الله محمد بن خالد :الجامع لا^{vii}كام القرآن ؛دار الكتب العربية

١٣٨٧/٥١٩٦٧ء :مقدمة :ص ١ وما بعد

^{vii} روح، جامع البيان، قرطبي، ابن كثير، وغيره

^{vii} سوره ابرابيم، ١٤: ٤٢

^{vii} اصول تفسیر و تاریخ تفسیر، ڈاکٹر عبدالحمید عباسی، ص ٢٩٤، التفسیر والمفسرون ج ٢، ص ٥٦٣، المراجی اور ان

کی تفسیری خدمات از ڈاکٹر جمیلہ شوکت، در مجلہ "القلم" ص ٣٥٣ تا ٣٥٤، ج ٥، ش ٥

^{vii} (تفسیر المراجی) عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ابو طاپر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۱، ص ۴۵

^{vii} سورۃ القصص، ٢٨: ٦٢

^{vii} عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ابو طاپر محمد اسحاق خان المدنی، ج، ۴، ص ٧٢٨

^{vii} المراجی: ص ٨١

^{vii} برصغیر میں اردو تفاسیر کا جائزہ از در ثمنہ، ص ٨٠، قرآن فہمی کے اصول از ڈاکٹر عبدالرشید رختم، در "فکر و نظر بر صغار میں مطالعہ قرآن" خصوصی شمارہ، ص ٥٣، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ج ٣٦، ش ٤: ٤٣، اپریل تا جون ١٩٩٩ء

^{vii} برصغیر کی چند ابم تفاسیر۔ ایک تقابلی جائزہ از خورشید مدنیم، در فکر و نظر، ص ٣٣٢، ٣٣٣

^{vii} (تدبر قرآن) عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ابو طاپر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۲، ص ٨١

^{vii} مبانیہ الرشید سلیمانی، ج ٣، شمارہ ١، ص ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦

^{vii} ایضاً، ص ٣٤، ٣٥، ٣٦

^{vii} اکابر علماء دیوبند، اکبر شاہ بخاری، ص ٤٠٥

^{vii} مقدمہ معارف القرآن، ج ١ ص ١٨

^{vii} (معارف المکاندهلوی) عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، ابو طاپر مولانا محمد اسحاق خان المدنی ج، ۱، ص ۴۸

Dr. Muhamammd Imran

ORIGINALITY REPORT



PRIMARY SOURCES

1	Submitted to Higher Education Commission Pakistan Student Paper	3%
2	mei.aiou.edu.pk Internet Source	1 %
3	ur.global-minbar.com Internet Source	<1 %
4	issuu.com Internet Source	<1 %
5	irfanshahmarwat.blogspot.com Internet Source	<1 %
6	www.sbbu.edu.pk Internet Source	<1 %
7	www.farooqia.com Internet Source	<1 %
8	www.slideshare.net Internet Source	<1 %
9	litequran.net Internet Source	<1 %

10	debunking-atheism.blogspot.com Internet Source	<1 %
11	urduadabwriters.wordpress.com Internet Source	<1 %
12	urdudigest.pk Internet Source	<1 %
13	Submitted to Petroleum Research & Development Center Student Paper	<1 %
14	alirshad.net Internet Source	<1 %
15	en.unionpedia.org Internet Source	<1 %
16	lib.bazmeurd.net Internet Source	<1 %
17	objectiveofmuslims.blogspot.com Internet Source	<1 %
18	sitikhumiidah.wordpress.com Internet Source	<1 %
19	ur.wikipedia.org Internet Source	<1 %
20	zad-e-rah.org Internet Source	<1 %

Exclude quotes Off

Exclude bibliography Off

Exclude matches Off